اسلام کا دیوان المظالم

تحریر: پرفیسر محفوظ احمد، سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ

اس عالم اسباب میں ظلم کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی عالم انسانیت کی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کر کے اس کائنات ارضی میں ظلم کی ابتداء کی۔ اس کے بعد دنیا میں بڑے بڑے ظالم پیدا ہوئے جن کی ظالمانہ داستانوں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ ظالموں کے ظلم کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

جس طرح ابتدائے انسانیت سے ظلم کا سلسلہ شروع ہے اسی طرح ظالموں کو ظلم کی سزا دینے اور مظلوموں کی دادرسی کرنے والے بھی اس دنیا میں موجود رہے اور موجود رہیں گے۔

ظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا اور مظلوم پر کئے گئے ظلم کی دادرسی کرنا اسلام کے دیوان المظالم کی بنیاد ہے۔

تاریخ اسلام میں اگرچہ دیوان المظالم کا عملی طور پر آغاز عہد رسالت مابﷺ میں ہو چکا تھا لیکن اس نظام کو مکمل دیوان کی حیثیت خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں دی گئی۔ اس کے بعد یہ دیوان مغلیہ عہد تک ہر اسلامی حکومت میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا لیکن اس کے باوجود اس دیوان کی تدین و تحقیق پر باقاعدہ کوئی تحریری کام نہیں ہوا۔ البتہ جزوی طور پر دیوان المظالم کا ذکر ماوردی (م ۴۵۰ھ) اور ابویعلی (م ۴۵۸ھ) کی الاحکام السلطانیہ، شہاب الدین احمد بن عبدالوھاب نویری (م ۷۳۴ھ) کی نھایۃ الارب، ابوالعباس احمد بن علی قلقشندی (م ۸۲۱ھ) کی صبح لاعشی اور ابولعباس احمد بن علی مقریزی (م ۸۴۵ھ) کی الخطط المقریزیہ میں ملتا ہے۔ انہی بنیادی ماخذ سے اس مقالے میں اسلام کے دیوان المظالم کا تفصیلی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

دیوان المظالم کے اس تصور کی بنیاد پر آج دنیا کے بیشتر ممالک میں اومبڈس مین (Ombuds Mam) کے نام سے اور پاکستان میں وفاقی محتسب کے نام پر ۱۹۸۳ء سے ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس لیئے آخر میں اسلام کے دیوان المظالم اور ادارہ احتساب پاکستان کا

اختصار سے تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

فصل اول: ناظر المظالم کی صفات وشرائط اور لوازمات

اسلامی حکومت کا وہ ادارہ جو ظالم کو اس کے ظلم کی سزا اور مظلوم کو اس کا حق (د)لائے اسلام کا دیوان لمظالم کہلاتا ہے۔اس ادارے کے سر براہ کو ناظر المظالم کہتے ہیں۔ (۱) جرجی زیدان نے اس ادارے کو "عدالت مرافعہ" یعنی اپیل کی عدالت بھی قرار دیا ہے۔ (۲)

چونکہ دیوان المظالم ایک نیم عدالتی اور نیم پولیس کا ادارہ تھا۔ اس لئے ناظر المظالم کیلئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس میں کسی نہ کسی حد تک وہ صفات موجود ہوں جو ایک قاضی، ایک اعلی انتظامی عہدہ دار اور ایک ذمہ دار پولیس افسر میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کا بنیادی فرض یہ تھا کہ ظالم اور مظلوم کو جبراً عدالت میں پیش کرکے انصاف کرائے۔ ان میں اگر کوئی انکار کرے تو اسے ڈرادھمکا کر عدالت میں پیش کرے۔

ناظر المظالم کی اس اہمیت کے پیش نظر علماء اسلام نے اس کےلئے چند صفات و شرائط تجویز کی ہیں ان میں سے بعض ضروری شرائط کی حیثیت رکھتی ہیں جن کو ناظر المظالم کیلئے قانونی صفات وشرائط کہاجاسکتا ہے۔ اور ان کے بغیر ناظر المظالم کا تقرر درست نہیں ہوتا۔

ماوردی (م ۴۵۰) نے ناظر المظالم کی صفات وشرائط بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

" فكان من شروط الناظر فيها ان يكون جليل القدر، نافذ الامر عظيم الهيبة ظاهر العفة ، قليل الطمع وكثير الورع"(۳).

یعنی ناظر المظالم کو عالی شان ، امر کونافذ کرنےوالا، بارعب باعفت بے طمع اور متقی ہونا چاہیے۔

ان شرائط کے علاوہ ناظر المظالم کو پولیس کے دبدبے اور قاضیوں کے وقار کی ضرورت ہے تاکہ اسے اپنے احکام نافذ کرنے کی قدرت ہو۔

یہ صفات وشرائط اس شخص میں پائی جانی ضروری ہیں جسے مستقل طور پر ناظر المظالم متعین کرنا ہو۔ اگرخلیفہ یا سربراہ مملکت کسی وزیر (۴) یا امیر کو یہ فرض سونپ دے کہ وہ عام اختیارات کے ساتھ ساتھ مظالم کی سماعت بھی کرے تو ایسے شخص کیلئے ان مذکورہ

صفات وشرائط کی پابندی ضروری نہیں ہوگی۔ اس طرح اگر ناظر المظالم کے اختیارات محدود کردیے جائیں مثلاً یہ کہ۔

ناظر المظالم صرف انہی مقدمات کی سماعت کرے جن کا قاضی فیصلہ نہ کرسکیں یا قاضیوں کی قدرت سے خارج ہوں تو بھی مذکورہ صفات وشرائط میں کمی کی جاسکتی ہے لیکن پھر بھی اسے ان صفات کا حامل ہونا ضروری ہوگا۔

۱۔ ناظر المظالم میں حق کے مقابلے میں بلاخوف درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو۔

۲۔ حرص سے پاک ہو۔

۳۔ رشوت لینے والا نہ ہو(۵)

لوازمات دیوان المظالم

ناظر المظالم کی عدالت میں ان افراد کا ہونا لازمی ہے:

(i) الحماۃ والاعوان (مسلح پولیس اور معاونین) ان سے مراد وہ پولیس اور اہل کار ہیں جو طاقتور اور قوی مجرم کو ناظر المظالم کی عدالت میں پیش کرسکیں۔

(ii) القضاۃ والحکام (قاضی اور حکام) قاضی اور حکام کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ ان کے ثابت شدہ حقوق اور فریقین مقدمہ کا جو واقعات ان کی عدالتوں میں پیش ہوچکے ہیں معلوم ہوسکیں۔

(iii) الفقہاء (فقیہہ) مشکل اور مشتبہ مسائل میں استفسار کے لئے فقہاء کا ہونا ضروری ہے۔

(iv) الکتاب (ریڈرز، محررین) یہ فریقین کے بیانات اور ان کے موافق یا مخالف فیصلے تحریر کرتے ہیں۔

(v) الشھود (گواہ) یہ حقوق واجبہ اور فیصلے کے گواہ بنائے جاتے ہیں(٦)

ان لوگوں کے علاوہ مختلف ادوار میں مزید لوگ بھی دیوان المظالم کے اجلاس میں شریک ہوتے رہے جیسے

فاطمین مصر کے دور میں وزیر المظالم، قاضی القضاۃ، صاحب دیوان المال اور سپہ سالار فوج بھی موجود ہوتے تھے(۷)

صلاح الدین ایوبی نے اپنے عہد میں مذاہب اربعہ کے قاضی القضاۃ، وکیل بیت المال، ناظر فی الحسبہ اورارباب القلم والسیف کے وزراء کو بھی اس مجلس میں موجود رہنے کا حکم دیا تھا(۸)

بہرحال سربراہ مملکت اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق اس مجلس سے متعلق افراد میں کمی وبیشی کرسکتا ہے۔

ناظر المظالم کون متعین کرتا ہے

خلافت راشدہ سے عہد مغلیہ تک ناظر المظالم کے فرائض اکثر وبیشتر سربراہ مملکت خود ادا کرتے تھے البتہ اگر خلیفہ یا سلطان کسی مصروفیت یا مصلحت کی بنا پر خود اس فرض کو ادا نہ کرتے تو پھر یہ فرض کسی اور کو سونپ دیتے۔ حضرت عمرفاروق علیہ السلام نے سب سے پہلے اس مقصد کیلئے حضرت محمد بن مسلمہ علیہ السلام کو مقرر کیا(۹) اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان مظالم سے متعلق تصفیہ طلب مقدمات قاضی ابو ادریس الازدی کے سپرد کردیتا تھا(۱۰) جعفر بن یحیٰ کو عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے ناظر المظالم متعین کیا(۱۱) خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے تاریخ بغداد میں احمد بن مسلم صاحب المظالم کا ذکر کیا ہے(۱۲) سلاطین دہلی کے پہلے حکمران التمش (م ۱۲۰۶ء) نے ضیاء الدین محمد کو علاؤالدین خلجی (م ۱۲۹۵ء) نے ملک فخرالدین کو اور سکندر لودھی (م ۱۴۸۸ء) نے میاں (۱۵) لبھوا کو امیرداد (ناظر المظالم) مقرر کیا۔ چونکہ ناظر المظالم کا شمار عمائدین سلطنت میں ہوتا تھا لہذا سربراہ مملکت ہی اس کا تقرر کرتے۔

قاضی المظالم

اموی دور سے لے کر مغلیہ دور تک مسلمانوں میں شہنشاہیت قائم رہی - اس عرصہ میں جتنی بھی حکومتیں معرض وجود میں آئیں ان میں بالعموم وفاقی طرز حکومت اپنایا گیا۔ یعنی یہ حکومتیں متعدد صوبوں پر مشتمل ہوتیں اور بعض علاقے مرکز کے تحت قائم کرتے۔ مرکز میں ناظر المظالم مقرر کیا جاتا۔ جس کا دائرہ اختیار پوری مملکت پر محیط ہوتا۔ جب کہ صوبائی دارالحکومتوں میں گورنروں کو مظالم کی سماعت کا اختیار دیا گیا(۱۶) باقی شہروں میں مظالم سے متعلق قاضی تعینات کئے جاتے(۱۷) جنہیں اہل عرب قاضی المظالم کے نام سے موسوم

کرتے۔ سلاطین دہلی قاضی المظالم کو نائب (۱۸) امیر داد یا مددگار امیر داد اور مغل حکمران میر عدل کہتے (۱۹)

مقام عدالت

حضور اکرم ﷺ بشمول مظالم ہر قسم کے مقدمات کا فیصلہ مسجد نبوی میں ہی فرمایا کرتے۔ ہدایہ میں ہے۔

"کان رسول اللہ یفصل الخصومة فی معتکفه (۲۰)

یعنی آنحضور ﷺ اپنے مقام اعتکاف یعنی مسجد میں ہی فیصلے فرمایا کرتے تھے۔

خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ نے بھی مظالم کی سماعت کیلئے کوئی مقام مخصوص نہیں کیا تھا۔ بلکہ جب بھی اور جہاں بھی کوئی مظلوم آجاتا اس کی دادرسی اسی وقت اور اسی مقام پر کردی جاتی۔ جیسے حضرت علیؓ نے ایک بار ایک دیوار کے سائے میں مظلوم کی داد رسی کی (۲۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز نماز سے فراغت کے بعد مسجد سے باہر نکلے تو ایک شخص نے اپنی مغصوبہ زمین کے متعلق دادرسی چاہی اور آپ نے اسی وقت ریکارڈ طلب کر کے فیصلہ کردیا (۲۲)

ہشام بن عبد الملک سے لے کر عباسی خلفاء تک ان کے علاوہ سلاطین عثمانی، سلاطین دہلی اور مغل حکمران مجالس مظالم کا انعقاد شاہی محلات میں کیا کرتے تھے۔ قاضی المظالم اکثر و بیشتر اپنی عدالت مساجد میں لگاتے۔ البتہ مغلیہ دور کے قاضی المظالم کبھی کبھی فوجدار (ضلعی مجسٹریٹ) کی کچہری میں عدالت قائم کرلیتے (۲۳)

ماوردی کے نزدیک مستقل طور پر تعینات ہونےوالے ناظر المظالم اور قاضی المظالم کو چاہیے کہ وہ اپنی عدالت کے باہر کوئی ایسی رکاوٹ قائم نہ کرے جو لوگوں کیلئے دشواری کا باعث ہو جب کہ جزوی طور پر مقرر ہونے والے ناظر المظالم اور قاضی المظالم کو چاہیے کہ وہ مظالم کی سماعت کیلئے کوئی دن مخصوص کرے تاکہ اس روز عوام خود حاضر ہو کر اپنے مقدمات پیش کریں اور باقی ایام میں اپنے اصل فرائض ادا کرے (۲۴)

فصل دوم: فرائض و دائرہ کار ناظر المظالم

ماوردی (م ۴۵۰ھ) نے الاحکام السلطانیہ میں حکام (سرکاری ملازمین) کے مظالم کی

مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ ناظر المظالم بشمول ان مظالم کے جن مقدمات کی سماعت کرسکتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔جور العمال فیما یجبونہ من الاموال (تحصیل داروں کا محاصل کی وصولی میں زیادتی کرنا

ناظر المظالم کا فرض ہے کہ اگر تحصیل دار قوانین کے مطابق محاصل وصول نہیں کرتے یعنی زیادتی کرتے ہیں تو زیادہ وصول شدہ رقم اگر سرکاری خزانے (بیت المال) میں جمع کرادی گئی ہے تو بھی ان کے خلاف کاروائی کرے اگر خود رکھ لی ہے تو اس رقم کو اصل مالکوں کے حوالے کرکے اس کے خلاف کاروائی کرے (۲۵)

عصر حاضر میں تحصیلداروں کے علاوہ ہر وہ سرکاری یا نیم سرکاری ملازم اس میں شامل ہوسکتا ہے جس کا فرض محاصل کی وصولی سے ہو۔

کتاب الدوّاوین (ریکارڈ کیپر)

سرکاری رجسٹروں میں داخل و خارج کرنے والے منشی جسے دور حاضر میں ریکارڈ کیپر کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ چونکہ رعایا کی جائداد کے امین ہوتے ہیں اس لئے ان کی کاروائی پر کڑی نظر رکھنا ناظر المظالم کا فرض ہے۔ اگر ان میں کوئی داخل یا خارج میں کمی و بیشی کرے تو اسے درست کرنا اور ایسا کرنے والے کو سزا دینا بھی ناظر المظالم کا فرض ہے (۲۶) جیسے عباسی خلیفہ منصور کو جب یہ اطلاع موصول ہوئی کہ اس کے چند منشیوں نے سرکاری رجسٹروں میں تغیر و تبدل کیا ہے تو اس نے ان کو اپنے پاس بلا کر سزا دی (۲۷)

۳۔النظر فی تعدی الولاۃ علی الرعیۃ واخذھم بالعسف فی السیرۃ

(رعایا پر حکام کے ظلم و تعدی اور تشدد کے ناجائز رویہ پر کڑی نگاہ)

ناظر المظالم کو چاہیے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم کسی صورت میں بلاجواز عوام پر ظلم و تشدد کرتا ہے۔ ایسی صورت میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ مقدمہ رجسٹر ہونے کے بعد حالات و معاملات کی مکمل تحقیق و تفتیش کرے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو اس کو اس ظلم سے روکے اور مناسب تنبیہ کرے (۲۸)

ان تینوں اقسام میں مدعی یا مستغیث کا ہونا ضروری نہیں۔ خود ناظر المظالم کو ان کی نگرانی اور اصلاح کرنی چاہیے البتہ اگر مدعی یا مستغیث ہو تو پوری تحقیق کے بعد مجرم کو

قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔

۴۔تظلم المستر زقة من نقص ارزاقهم اوتاخرهاعنهم
تنخواہیں تقسیم کرنے والوں کا ظلم جیسے تنخواہ کم دینا یا دیر سے دینا۔

ناظر المظالم جن مقدمات کی سماعت کرسکتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ملازمین کی تنخواہیں کم دینا یا تاخیر سے دینا۔ اس مقدمہ میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ وہ تنخواہوں کے رجسٹر کا معائنہ کرے اور دیکھے کہ اس کے مطابق جاری ہوئی ہیں یا نہیں؟

اگر کسی ادارے نے ملازم کو تنخواہ کم دی ہے یا بالکل نہیں دی تو ناظر المظالم ان سے تنخواہ لے کر اس ملازم کو دلوائے اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو بیت المال سے تنخواہ جاری کرے (۲۹)

ایک فوجی افسر نے ایک بار عباسی خلیفہ مامون الرشید کی خدمت میں لکھا کہ فوجی سپاہی آپس میں لڑتے ہیں اور ادھر ادھر لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں تو مامون الرشید نے جواباً لکھا۔

اگر تم انصاف کرتے اور تنخواہیں پوری تقسیم کرتے تو وہ آپس میں نہ لڑتے اور نہ لوٹ مار کرتے اس کے ساتھ ہی اس افسر کو معزول کردیا اور سپاہیوں کی تنخواہیں باقاعدہ جاری کردیں (۳۰)

ماوردی نے اگرچہ اس ظلم کا تعلق صرف تنخواہوں تک محدود رکھا ہے لیکن اس کے دائرہ میں وہ تمام واجبات آسکتے ہیں جو کسی شخص نے حکومت سے لینے ہوں۔

۵۔رد المغصوب (اموال مغصوبہ کی واپسی)

ماوردی نے اموال مغصوبہ کو ان دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔

اول"غصوب سلطانيه قد تغلب عليها ولاة الجور كا ملاك المقبوضه عن اربابها اما لرغبة فيها واماالتعد على اهلها"

یعنی وہ اموال جن کو ظالم بادشاہوں نے اپنی رغبت سے یا لوگوں سے ظلماً چھین لئے ہوں۔

دوم:ماتغلب عليها ذووالايدى القوية وتصرفوافيهاتصرف الملك بالقهر والغلبة (۳۱)

وہ اموال جن کو طاقتور امراء عام لوگوں سے غصب کرکے زبردستی مالک بن جائیں۔

اول الذکر اموال کا اگر ناظر المظالم کو خود علم ہوجائے تو وہ ان کی واپسی کا حکم دے اور

اگر معلوم نہ ہو تو مستغیث کے استغاثہ دائر کرنے پر موقوف کردے۔ استغاثہ کے بعد سرکاری ریکارڈ دیکھے اگر اس میں مالک کے لینے کا ذکر ہے تو واپسی کا حکم دے اس معاملے میں شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک یمنی کو اس کی زمینیں سرکاری ریکارڈ دیکھ کر ہی واپس دلوائی تھیں۔ جس کو ولید بن عبدالملک نے غصب کرلیا تھا۔

ثانی الذکر اموال مغصوبہ کی واپسی استغاثہ دائر کرنے پر ہی موقوف ہے ماوردی کے نزدیک اس کی واپسی چار صورتوں پر منحصر ہے۔

۱۔ غاصب غصب کا اعتراف کرے۔

۲۔ ناظر المظالم اس کے متعلق ذاتی علم رکھتا ہو کیونکہ قاضی کے برعکس ناظر المظالم ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ کرسکتا ہے۔

۳۔ کوئی دوسرا شخص غاصب کے غصب کی شہادت دے۔

۴۔ غاصب کے غصب کی عام شہرت ہو کہ فلاں چیز کا فلاں شخص حقیقی مالک ہے۔ اور فلاں شخص اس کا غاصب ہے۔

ان تمام صورتوں میں ناظر المظالم کا فرض ہے کہ وہ مغصوبہ جائیداد اصل مالک کو لوٹادے (۳۲)

مشارفۃ الوقوف (اوقاف کی نگرانی)

اوقاف کی نگرانی بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔

اول: عام

دوم: خاص

عام اوقاف کے متعلق ماوردی نے لکھا ہے

"فاماالعامة فيبداء بتصفحهاوان لم يكن لهامتظلم ليجريهاعلى سبيلها ويمضيهاعلى شروط واقفها" (۳۳)

یعنی اوقاف کی نگرانی و اصلاح خود ناظر المظالم کو ہی کرنی چاہیے۔ اس میں کسی مستغیث کا ہونا لازمی نہیں البتہ صحیح مصارف میں واقف کی شرائط ملحوظ نظر رکھے۔ بشرطیکہ ان شرائط کا

ناظر المظالم کو علم ہو۔ اگر ناظر المظالم کو ان شرائط کا علم نہ ہو تو حصول علم کے لئے ان ذرائع کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

۱۔ حکام کے رجسٹروں کو دیکھے جن کو اوقاف کی نگرانی اور حفاظت کیلئے متعین کیا گیا ہو۔

۲۔ وقف سے متعلق سرکاری ریکارڈ دیکھے کہ ریکارڈ میں اس کے متعلق کوئی معاملہ یا تذکرہ وغیرہ موجود ہے؟

۳۔ وقف سے متعلق ان کتابوں کو دیکھے جن کی صحت کو وہ دل سے تسلیم کرتا ہو۔

بہرحال ان تینوں ذرائع پر ناظر المظالم کو اعتماد کرنا چاہیے۔ اس مں کسی گواہ کا ہونا ضروری نہں۔ اس لئے کہ ایسے وقف کا خاص شخص مستغیث نہیں ہوتا۔

خاص اوقاف کے متعلق بھی ماوردی نے لکھا ہے:

فان نظره فيهاموقوف على تظلم اهلهاعندتنازع فيها (۳۴)
لوقفهاعلى خصوم متعين فيعمل عندالتشاجرفيهاعلى ماتثبت منه الحقوق عند الحاكم "

ناظر المظالم خاص اوقاف کا انتظام اس وقت کرے جب کوئی خاص نزاع کے بعد دعویدار ہو۔ کیونکہ اس وقف کا تعلق خاص افراد سے ہوتا ہے جب اس وقف میں حقوق کے متعلق جھگڑا ہو اور حق دار دعوی دائر کریں تو ناظر المظالم کو مناسب کاروائی کرنی چاہیے۔ اس تنازع میں شہادت شریعہ کا ہونا ضروری ہے۔ شہادت نہ ہونے کی صورت میں سرکاری یا قدیم کتب پر اعتماد کرنا ناظر المظالم کیلئے جائز نہیں۔

۷۔ تنفیذ ماوقف القضاۃ من احکامھا (محکمہ قضاۃ کے احکام اور فیصلوں کی تنفیذ کرنا

اس سے مراد محکمہ قضا کے ان احکام اور فیصلوں کی تنفیذ کرنا ہے جن کو قاضی اپنی کمزوری یا محکوم علیہ کی قوت وطاقت کی بنا پر نافذ کرنے سے قاصر ہو۔ اس طرح ناظر المظالم کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ قاضی کے فیصلے کے مطابق ایسے لوگوں کے ہاتھوں سے مغصوبہ اشیاء نکلوائیں اور قرض وغیرہ ادا کرنے پر مجبور کریں۔ (۳۵)

۸۔النظر فیما عجز عنه الناظرون من الحسبة من المصالح العامة

محکمہ احتساب کے ان فرائض کی ادائیگی میں اعانت کرنا جن کی انجام دہی سے وہ عاجز ہوں یعنی محکمہ احتساب اگر اپنے متعلقہ فرائض کی انجام دہی سے عاجز ہو تو ناظر المظالم کا فرض ہے کہ وہ محتسب کی اعانت کرے۔ حقوق اللہ کے متعلق تمام لوگوں سے مواخذہ کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کرے (۳۶)

۹۔مراعاة العبادات الظاہرة (عبادات ظاہرہ کی اقامت کا یقینی بنانا)

عبادات ظاہرہ اور ان کی شرائط میں کوتاہی نہ کرنے دینا بھی ناظر المظالم کا فرض ہے۔ ناظر المظالم مسلمانوں کو عبادات ظاہرہ (جمعہ، عیدین، حج، اور جہاد) کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنے دے کیونکہ ان فرائض اور دیگر حقوق اللہ کی ادائیگی اور بجا آوری سب سے مقدم ہے۔ (۳۷)

۱۰۔النظر بین المتشاجرین والحکم بین المتنازعین (فریقین مقدمہ اور ان کے فیصلے کے متعلق توجہ دینا)

ناظر المظالم کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ فریقین مقدمہ کے متعلق غور کرے اور حق کے مطابق فیصلہ کرے کیونکہ وہ قاضی اور حکام کے فیصلوں کے موافق فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔ نیز اسے مقدمہ واضح ہونے کی صورت میں حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے (۳۸)

فصل سوم: دیوان المظالم، دعوی اور غلبہ ظن

دعوی: دیوان المظالم میں پیش ہونے والے دعوے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

پہلی قسم: ابتدائی دعوی

دیوان المظالم میں مظالم سے متعلق ابتدائی دعوی پیش کرنے کا طریقہ خلافت راشدہ اور عہد بنی امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز تک یہی تھا کہ لوگ زبانی طور پر دعوی پیش کرتے تھے۔ سب سے پہلے ہشام بن عبد الملک نے تحریری طور پر دعوی پیش کرنے کا طریقہ وضع کیا۔ اس کے بعد تقریبا ہر دور میں یہی طریقہ رائج رہا۔ ناظر المظالم یا قاضی المظالم متعلقہ دعوی کی تحقیق و تفتیش اور منشی وقاضی کے مشورہ کے بعد فیصلہ جاری کرتا البتہ بعض اوقات محض زبانی

شکایت پر بھی مظلوم کی دادرسی کی جاتی۔

دوسری قسم: مرافعہ (اپیل)

دارالحکومت کے علاوہ باقی شہروں میں چونکہ قاضی المظالم متعین کئے جاتے تھے اس لئے ان کے فیصلوں کی اپیلیں ناظر المظالم کی عدالت میں پیش کی جاتیں۔

ماوردی کے نزدیک ناظر المظالم کی عدالت میں مرافعہ کے وقت دعوی کی تین حالتیں ہوسکتی ہیں (۳۹)

اول: مرافعہ کے ساتھ مؤید امور کا ہونا

مرافعہ کے ساتھ امور مؤدیہ کی چھ حالتیں ہوتی ہیں جن سے دعوی کی تقویت تدریجی طور پر مختلف ہوتی ہے۔

پہلی حالت: پہلی حالت کے متعلق ماوردی نے لکھا ہے:

"ان یظھرمعھا کتاب فیه شھود معدلون حضور"

یعنی دعوی کے ساتھ ایک دستاویز ہو جس میں عادل گواہوں کی شہادت موجود ہو۔ایسے دعوی میں ناظر المظالم کو دو باتوں کا اختیار ہوگا۔

(الف) گواہوں کو طلب کر کے دوبارہ شہادت لے۔

(ب) گواہی کے منکر کے انکار کو اس کی حالت و قرائن کے مطابق ناقابل تسلیم قرار دے۔ گواہ حاضر ہونے کی صورت میں اگر ناظر المظالم خلیفہ، وزیر تفویض یا ناظم صوبہ ہو تو فریقین کے حالات کے مطابق اگر وہ دونوں عالی مرتبت ہوں توخود فیصلہ کرے متوسط ہوں تو قاضی کے سپرد کرے (۴۰) اور اگر ادنی طبقے سے ہوں تو ماتحت عدالت کے حوالے کردے (۴۱)

دوسری حالت (مرافعہ کے ساتھ امور مویدہ کی دوسری حالت یہ ہے)

"ان یقترن بھا کتاب فیه من الشھود المعدلین من ھو غائب"

یعنی دستاویز کے معتبر گواہوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ ایسے دعوی کی کاروائی کیلئے ناظر المظالم ان امور کو پش نظر رکھے گا۔

(الف) مدعا علیہ کو ڈرانا تاکہ جلد حق کا معترف ہو اور گواہی کی ضرورت نہ رہے۔

(ب) اگر گواہوں کی مضرت اور مشقت کا اندیشہ نہ ہو اور ان کا مقام بھی معلوم ہو تو گواہوں کو حاضر کرائے۔

(ج) مدعا علیہ کو زیر حراست رکھے اور علامات و قرائن مقدمہ کی تفتیش کرے۔

(د) اگر دعوی قرض سے متعلق ہو تو کوئی ضامن طلب کرے اور اگر زمین یا جائیداد وغیرہ سے متعلق ہے تو اس کو اپنی نگرانی میں لے لے۔ غلہ و آمدنی سے متعلق ہو تو اسے اپنے پاس محفوظ کر لے تاکہ جو حق دار ثابت ہو اس کو دی جائے۔

اگر دعوی کو زیادہ عرصہ گزر جائے اور گواہ حاضر نہ ہوں اور نہ ہی ان کی حاضری کی امید ہو تو ناظر المظالم اس بات کی مجاز ہے کہ مدعا علیہ کو پھر سختی سے پوچھے کہ یہ چیز تمہاری ملکیت میں کیسے آئی (۴۲)

تیسری حالت (تیسری حالت جس سے ناظِر المظالم کی عدالت میں دعوی کو تقویت پہنچتی ہے یہ ہے)

"ان یکون فی الکتاب المقترن بھا شھودحضورلکنھم غیر معدلین عندالحاکم"

یعنی دستاویز کے شاہد موجود ہوں لیکن حاکم کے نزدیک غیر معتبر ہوں اول صورت میں گواہوں کو طلب کر کے ان کی ناظر المظالم تفتیش کرے جس سے یہ نتائج بر آمد ہوں گے۔

(الف) وہ گواہ پرہیزگار ہوں تو ایسی صورت میں ان کی شہادت معتبر ہو گی۔

(ب) وہ گواہ رذیل ہوں تو اس صورت میں ان کی شہادت غیر معتبر ہو گی۔ البتہ مدعا علیہ کو ڈرانے میں کار آمد ہوں گے۔

(ج) وہ گواہ متوسط درجہ کے ہوں۔ تفتیش کے بعد ناظر المظالم قبل یا بعد شہادت ان سے حلف لے سکتا ہے۔

موخرالذکر دونوں قسم کے گواہوں سے شہادت لینے کے یہ طریقے ہیں۔

(i) ناظر المظالم خود شہادت سن کر فیصلہ صادر کرے۔

(ii) ناظر المظالم شہادت کی سماعت قاضی کے حوالے کردے اور تصفیہ

خود کرے۔ کیونکہ قاضی اس وقت تصفیہ کرسکتا ہے جب کہ شرعی طور پر اس کے نزدیک گواہوں کی عدالت ثابت ہوجائے۔

(iii) ناظر المظالم شہادت کی سماعت معتبر لوگوں کے سپرد کردے اگر محض نقل شہادت ان معتبر لوگوں کے سپرد کی تو ان کے ذمہ گواہوں کے حالات کی تفتیش ضروری نہیں اور اگر یہ کہا کہ ان گواہوں میں جس کی شہادت تمہارے نزدیک درست ہو تو وہ تحریر کرو۔ تو اس صورت میں حالات کی تفتیش کرنا ہوگی تا کہ درست شہادت پیش کی جاسکے، اور اس کے مطابق حکم کا نفاذ ہو(۴۳)

چوتھی حالت (چوتھی حالت جس سے دعوی کو تقویت پہنچتی ہے یہ ہے۔)

ان یکون فی الکتاب المقترن بھا شھاۃ شھود موتی معدلین والکتاب موثوق بصحۃ"

یعنی دستاویز کے شاہد معتبر لوگ ہوں لیکن فوت ہوچکے ہوں اور ان کی تحریر قابل اعتماد ہو۔ اس حالت میں بھی تین صورتیں ہوں گی۔

(الف) مدعاعلیہ کو سچ بولنے اور اعتراف حق کیلئے ڈرایا اور دھمکایا جائے۔

(ب) ناظر المظالم اس سے پوچھے کہ تو اس کا مالک کس طرح ہوا۔

(ج) مملوکہ شے کے قریب رہنے والے اور فریقین کے پڑوسیوں سے حالات معلوم کئے جائیں۔ اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہوسکیں تو فریقین کا مقدمہ کسی ایسے شخص کے حوالے کردیا جائے جس کی بات فریقین مانتے ہوں اور وہ شخص ان کے مقدمہ سے بھی واقف ہو۔ تا کہ اس کے سامنے حق بیان دینے پر مجبور ہوں اور مصالحت پر آمادہ ہوجائیں۔ بصورت دیگر قضا کے مطابق فیصلہ سنادے(۴۴)

پانچویں حالت (ان یکون مع المدعی خط المدعی علیہ بما تضمنتہ الدعوی")

یعنی مدعی کے پاس مدعاعلیہ کی ایسی تحریر موجود ہو جس سے دعوی کا ثبوت ہو۔ اس صورت میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ مدعاعلیہ سے تحریر کے متعلق تحقیق کرے۔ اعتراف تحریر اور اقرار صحت کی صورت میں اس تحریر کے مطابق فیصلہ کردے اور اگر اعتراف تحریر کا مقر ہے لیکن صحت تحریر سے انکاری ہے تو اس صورت میں تمام فقہا کے نزدیک اس کے خلاف فیصلہ کرنا

جائز نہیں کیونکہ ناظر المظالم کیلئے ممنوعات شرعیہ مباح نہیں ہوتے۔

اگر مدعا علیہ تحریری اعتراف اور اس کی صحت کا اقرار کسی بات پر معلق کرے مثلاً وہ یہ کہے: کہ میں نے یہ تحریر حصول قرض کیلئے لکھی تھی، لیکن اس نے مجھے قرض نہیں دیا یا اس کے ذمہ ایک چیز کی قیمت باقی تھی اس کو طلب کرنے کے لئے میں نے یہ واقعی لکھا تھا مگر اس نے مجھے وہ چیز ادا نہیں کی اس صورت میں ناظر المظالم سختی سے کام لے کر صحیح حالات معلوم کرے اگر صحیح حالات معلوم ہوجائیں تو فبہا ورنہ قاضی دونوں سے قسم لے کر فیصلہ سنادے۔

اگر مدعا علیہ تحریر کا منکر ہے تو ناظر المظالم کو چاہیے کہ اس تحریر کا اس کی دوسری تحریروں سے مقابلہ کرے اگر خط ملتا ہو تو اس کے خلاف فیصلہ کرے بصورت دیگر مدعی کی تہدید کی جائے اور دونوں کو ایسے لوگوں کے حوالے کیا جائے جو مصالحت کرادیں۔ اگر ایسا نہ ہوسکے تو قاضی قسم لے کر فیصلہ کردے (۴۵)

چھٹی حالت: تقویت دعوی کی چھٹی حالت ماوردی اور ابو یعلیٰ نے یہ بیان کی ہے۔

اظہار الحساب بما تضمنت الدعوی"

یعنی دعوی کے متعلق حساب کا بہی کھاتہ (اکاونٹس بک) مدعی یا مدعا علیہ پیش کرے۔ اگر بہی کھاتہ مدعی پیش کرے تو ترتیب حساب کو دیکھا جائے گا۔ اگر ترتیب حساب درست نہ ہو تو اس ریکارڈ کے جعلی ہونے کا احتمال ہے۔ اور اس سے دعوی کمزور ہوجائے گا۔ اگر اس کتاب کی نقل و ترتیب صحیح اور قانون کے مطابق ہو تو قابل اعتماد ہوگی۔ اس صورت میں مدعا علیہ کی تہدید شواہد کے موافق کی جائے اور مصالحت پر آمادہ کیا جائے اگر وہ نہ مانے تو قطعی حکم سنادے۔

اکاؤنٹس بک اگر مدعا علیہ پیش کرے تو اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ کیا یہ تمہارا خط ہے اگر وہ اس کتابت کی صحت اور علم کو تسلیم کرلے تو اسے اس کے مطابق فیصلہ قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

اگر وہ اپنے خط کا معترف ہے لیکن اس کے علم اور صحت کا منکر ہے تو جن علماء کے نزدیک اعتراف تحریر پر فیصلہ درست ہوتا ہے ان کے نزدیک ناظر المظالم کو اس کتاب کے مطابق فیصلہ سنا دینا چاہیے کیونکہ یہ علماء اس حساب کو عام تحریر سے بھی زیادہ معتبر

قرار دیتے ہیں۔

جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک مدعا علیہ جس حساب کی صحت کا معترف نہ ہو اس پر فیصلہ نہیں سنانا چاہیے۔ البتہ عام تحریر کی نسبت حساب کا رجسٹر ہوتے ہوئے مدعا علیہ کی زیادہ تہدید کی جا سکتی ہے تہدید کے بعد سماعت پر آمادہ کیا جائے اور پھر فیصلہ کیا جائے۔

اگر تحریر اس کے منشی کی ہے تو پھر مدعا علیہ سے پوچھا جائے گا کہ اگر وہ اس کی صحت اور علم کا اقرار کرے تو اس سے حق لیا جائے گا بصورت دیگر منشی سے دریافت کیا جائے اگر وہ بھی اس کی صحت اور علم کا منکر ہو تو شبہ کمزور ہو جائے گا اگر منشی مشتبہ شخص ہو تو اس کی تہدید کی جائے اگر معتبر ہو تو تہدید نہ کی جائے۔ اگر وہ تحریر کی صحت کو تسلیم کرے تو یہ منشی مدعا علیہ کے خلاف گواہ ہو جائے گا اور اگر گواہ عادل ہو تو اس کی شہادت کا اعتبار کر کے اور اس سے قسم لے کر فیصلہ کر دے (۴۶)

دوم: مرافعہ کے ساتھ ان امور کا ہونا جو دعوی کو کمزور کریں

ناظر المظالم کی عدالت میں جس طرح دعوی کو تقویت دینے کی چھ حالتیں ہیں اسی طرح دعوی کو کمزور کرنے کی بھی چھ حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: پہلی حالت جو دعوی کو کمزور کرتی ہے، یہ ہے۔

"ان یقابل الدعوی بکتاب شھودہ معدلون یشھدون بما یوجب بطلان الدعوی"

یعنی دعوی کے مقابلے میں ایسی دستاویز پیش کی جائے جس کے گواہ عادل اور معتبر ہوں اور وہ دعوی کے خلاف شہادت دیں۔ دعوی کے خلاف شہادت دینے کی چار وجوہ ہیں۔

(الف) مدعی جس شے کا دعویدار ہے گواہ اس کے فروخت کرنے کی گواہی دیں۔

(ب) گواہ یہ گواہی دیں کہ مدعی جس شے کا دعویدار ہے اس نے اس سے بے حق ہونے کا ہمارے سامنے اقرار کیا ہے۔

(ج) گواہی یہ دی جائے کہ مدعی کے باپ نے اس کی انتقال ملک کا اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ جس شے کا مدعی ہے وہ اس سے بے تعلق ہے۔

(د) گواہ یہ شہادت دیں کہ مدعی جس چیز کا دعویدار ہے اس کا مالک مدعا علیہ ہے۔

گواہوں کی گواہی کے بعد ان چاروں صورتوں میں مدعی کا دعوی باطل ہوجائے گا۔اور ناظر المظالم اس کی حالت کے مطابق اس کو تنبیہ وتہدید کرسکتا ہے۔

اگر مدعی یہ کہے کہ یہ شہادت جبراً بیع کرنے سے متعلق ہے تو اس صورت میں بیع نامہ دیکھا جائے گا۔ اگر اس میں بلا جبر و اکراہ کا لفظ موجود ہے تو مدعی کا دعوی کمزور ہوجائے گا۔ اگر یہ نہیں لکھا تو پھر دعوی کی یہ جہت قوی ہوجائے گی۔اور قرائن وشواہد کے مطابق فریقین کو تہدید کی جائے اس کے علاوہ اس کے ہمسایوں اور دوستوں وغیرہ سے تحقیقات کی جائے اگر بیع نامہ کے خلاف تحقیق ہو تو اس پر عمل کیا جائے ورنہ بیع نامہ کے موافق بیع کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے۔

اگر ناظر المظالم مدعا علیہ سے حلف لینا چاہے کہ بیع بلا جبر و اکراہ ہوئی ہے تو اس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے کیونکہ یہ اس کے دعوی کے خلاف ہے۔امام ابوحنیفہ اور بعض شوافع کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا احتمال وامکان ہے۔ البتہ بعض شوافع اسے اس لئے ناجائز کہتے ہیں کہ پہلا دعوی دوسرے دعوی کی تکذیب کر رہا ہے۔اور ناظر المظالم کو چاہیے کہ دونوں دعوؤں پر غور کرے اور شواہد کے دیکھنے سے جو مناسب معلوم ہو اس پر عمل کرے البتہ مدعا علیہ کو قسم دینے میں یہ صورت اسی وقت اختیار کی جاسکتی ہے جب دعوی قرض سے متعلق ہو اور مدعا علیہ ادائیگی کی رسید پیش کرے۔ اب اگر مدعی کہے کہ میں نے یہ رسید قرض وصول ہونے سے قبل لکھی تھی اور قرض وصول نہیں ہوا تو اس صورت میں مدعا علیہ پر قسم لازم آئے گی (۴۷)

دوسری حالت:مدعی کا دعوی کمزور ہونے کی دوسری حالت یہ ہے

" ان یکون شهودالکتاب المقابل للدعوی عدولا غائبین"

یعنی وہ تحریر جو دعوی کے مقابلے میں پیش کی جائے اس کے عادل گواہ غائب یا منکر ہوں۔ ان گواہوں کے غائب یا منکر ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: انکار کے ساتھ سبب کا اعتراف ہو۔

یعنی یوں کہے کہ اس زمین پر مدعی کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ میں نے اس سے زمین خرید کر قیمت ادا کردی ہے اور یہ تحریر بھی موجود ہے جس میں گواہی بھی ہے اس صورت

میں مدعا علیہ ایسے کاغذ کا مدعی ہو جائے گا جس کے گواہ حاضر نہیں۔

اگر اس تحریر سے ملکیت ثابت نہ ہو تو ناظر المظالم دونوں کو قرائن حالیہ کے موافق تنبیہ و تہدید کرے اور ممکن ہو تو گواہوں کو حاضر کرنے کا حکم دے کر ان کے آنے کی مدت مقرر کرے اور فریقین کو ایسے لوگوں کے حوالے کر دے جو مصالحت کی کوشش کریں اگر رضامندی سے صلح ہو جائے تو درست۔ اگر بعد میں گواہ آبھی جائیں تو شہادت لینے کی ضرورت نہ ہوگی البتہ اگر صلح نہ ہو تو زیادہ کوشش کے ساتھ تفتیش شروع کرے(۴۸)

متنازعہ فیہ زمین اور مدعی و مدعا علیہ کے قریب رہنے والوں اور دوران تفتیش ناظر المظالم کو شواہد و علامات اور اس کے اجتہاد کے مطابق ان تین امور کا اختیار ہے اور یہ اختیار اس وقت تک رہے گا جب تک مدعی کے خلاف زمین بیع کرنے پر دلیل یا بینہ قائم نہ ہو۔

(الف) زمین مدعا علیہ سے لے کر مدعی کو دے دے۔

(ب) زمین کسی امین کے حوالے کر دی جائے اور اس کی آمدنی اصل مستحق کو دینے کیلئے اپنے پاس محفوظ رکھے۔

(ج) زمین مدعا علیہ کے پاس رہنے دے مگر اس کو استعمال سے روک دے۔ اور آمدنی کسی کے پاس بطور امانت جمع ہوتی رہے۔

ان تینوں امور میں حق ظاہر ہونے یا گواہ حاضر ہونے تک ناظر المظالم فریقین کے متعلق جو مناسب سمجھے تجویز کر سکتا ہے۔ اگر گواہی سے مایوس ہو جائے تو قطعی فیصلہ سنا دے اگر مدعا علیہ کی خواہش ہے کہ مدعی حلف اٹھائے تو حلف کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے۔

دوسری صورت

گواہوں کے انکار کی دوسری صورت یہ ہے کہ گواہ انکار کے ساتھ سبب کا اعتراف نہ کرے اور یوں کہے کہ یہ زمین میری ہے اس شخص کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اور مدعی کے خلاف شہادت کی دستاویز جس میں مدعی کا اقرار ہو "کہ میرا اس زمین میں کوئی حق نہیں" یا یہ لکھا ہو" کہ اگر مدعا علیہ اس زمین کا مالک ہے تو زمین اس کے پاس ہی رہنے دی جائے اور وہ اس کے پاس رہے"(۴۹)

تیسری صورت: تیسری صورت یہ ہے

"ان بشهودالكتاب المقابل لهذا الدعوى حضورغيرمعدلين"

یعنی جو تحریر دعوی کے خلاف پیش ہو اس کے گواہ موجود ہوں لیکن عادل نہ ہوں۔ اس صورت میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ ان کے متعلق وہی تینوں صورتیں اختیار کرے جو تقویت دعوی کی تیسری حالت میں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی وہ لوگ تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔

(الف)اعلی مرتبہ اور پرہیزگار: ان کی شہادت یقیناً قابل قبول ہو گی۔

(ب)رذیل: ان کی شہادت صرف مدعی کو ڈرانے میں کار آمد ہو گی۔

(ج)متسوط: ناظر المظالم ان سے تفتیش کے بعد قبل یا بعد از شہادت حلف لے سکتا ہے۔ اس ضمن میں ناظر المظالم مدعاعلیہ کے انکار کو بھی دیکھے۔

چوتھی حالت: چوتھی حالت جس سے مدعی کے دعوی کو ضعف پہنچتا ہے یہ ہے:

"ان یکون شھود الکتاب موتی معدلین"

یعنی تحریر کے عادل گواہ فوت ہو چکے ہوں۔

اس صورت میں تہدید سے ہی کام ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ انکشاف ہوجائے پھر جو صورت ہو یعنی انکار اعتراف سبب کو متضمن ہو یا نہ ہو ایک قطعی فیصلہ کردے۔

پانچویں حالت: دعوی کو کمزور کرنے کی پانچویں حالت ماوردی نے یہ بیان کی ہے۔

ان یقابل المدعی علیه بخط المدعی بما یوجب کذبه فی الدعوی"

یعنی مدعاعلیہ دعوی کے خلاف مدعی کی تحریر پیش کردے جس سے مدعی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو۔ اس صورت میں مدعی سے یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہ تمہاری تحریر ہے؟ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہو؟ تسلیم کرنے کی صورت میں اقرار کے مطابق فیصلہ سنا دیا جائے(۵۰)

چھٹی حالت: چھٹی حالت جس سے دعوی کمزور ہوتا ہے یہ ہے۔

"ان یظھر فی الدعوی حساب یقتضی بطلان الدعوی"

یعنی دعوی کے خلاف حساب کی کتاب پیش ہو۔ جس سے دعوی کا بطلان ظاہر ہو۔ اس صورت میں بھی وہی رویہ اختیار کیا جائے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یعنی تفتیش، تہدید اور تاخیر فیصلے میں شواہد حال کا اعتبار رکھا جائے اور جب ناامید ہوجائے تو نزاع ختم کرنے کیلئے ایک قطعی فیصلہ سنا دیا جائے(۵۱)

سوم: مرافعہ کے ساتھ ان دونوں میں سے کچھ نہ ہو

جب ناظر المظالم کی عدالت میں دعوی قوت وضعف کے اسباب سے خالی ہو تو فریقین کے حالات پر غور کر کے ناظر المظالم غلبۂ ظن سے کام لے۔ غلبۂ ظن کا صرف یہی فائدہ ہوسکتا ہے۔ کہ فریقین کو تہدید و تنبیہ کر کے واقعات کو ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ تصفیہ طلب مقدمات میں غالب ظن ناقابل اعتبار ہوتے ہیں۔

بہرحال ناظر المظالم جن حالات میں ظن غالب سے کام لے گا وہ تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔

۱۔غلبۂ ظن مدعی کی جانب ہو

اگر غلبۂ ظن مدعی کے حق میں اور بدگمانی مدعاعلیہ کے متعلق ہو تو اس کی پھر تین صورتیں ہیں۔

(الف) مدعی دلائل وشواہد سے خالی ہونے کے ساتھ ساتھ کمزور اور نرم طبیعت کا شخص ہو۔ جب کہ مدعاعلیہ طاقتور آدمی ہو۔ اس صورت میں مکان یا زمین کے غصب کا دعوی کرنے سے یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کمزور اور نرم طبیعت انسان طاقتور پر ناحق دعوی نہیں کرسکتا۔

(ب) مدعی صداقت وامانت میں معروف ہو اور مدعاعلیہ کذب وخیانت میں۔ اس صورت میں ظن غالب مدعی کی جانب ہوگا کہ مدعی کا دعوی سچا ہے۔

(ج) مدعی اور مدعاعلیہ دونوں کی حالت برابر ہے مگر مدعی کا سابق قبضہ مشہور ہے اور مدعاعلیہ کے قبضے کی بابت کوئی شہرت نہیں (۵۲)

ان تینوں صورتوں میں ناظر المظالم کو عدالتی کاروائی دو طرح کی کرنی چاہیے۔

(i) بدگمانی کی وجہ سے مدعاعلیہ کو تہدید و تنبیہ کرے۔

(ii) مدعاعلیہ سے سوال کیا جائے کہ متنازع فیہ زمین وغیرہ پر تمہارا قبضہ کیسے ہوا؟

(۲)غلبۂ ظن مدعاعلیہ کی جانب ہو

اگر غلبۂ ظن یہ ہو کہ مدعاعلیہ حق بجانب ہے تو اس کی تین وجوہ ہیں۔

(الف) مدعی ظالم اور خائن مشہور ہو۔ جب کہ مدعاعلیہ انصاف پسند اور امانتدار

(ب) مدعی کمینہ اور غلط عادات کا عادی ہو اور مدعا علیہ پاکباز اور باعزت

(ج) مدعاعلیہ کی ملکیت کا سبب مشہور ہو اور مدعی کے دعوی کا کوئی سبب اور وجہ معلوم نہ ہو۔

ان تینوں صورتوں میں ظن غالب مدعاعلیہ کی جانب ہوگا اور بدگمانی مدعی کی طرف۔

بہرحال ناظر المظالم کو حتی المقدور اسباب کی چھان بین کرنی چاہیے تاکہ حق ظاہر ہو اور فیصلہ میں مدعاعلیہ کی عزت محفوظ ہو۔ اگر بات حلف تک پہنچے جس پر فیصلے کی انتہا ہوتی ہے اور مدعی یہ چاہے کہ اپنے دعوؤں کو جدا جدا کر کے الگ حلف لے جس سے مدعا علیہ کو ذلیل کرنا مقصود ہو۔ اگرچہ قانون قضا کے مطابق اس کو علیحدہ علیحدہ حلف سے روکا نہیں جاسکتا لیکن قانون مظالم میں اگر مدعی کی شرارت واضح ہو تو اسے تمام دعوؤں کو جمع کرانے کا حکم دیا جائے اور مدعاعلیہ سے تمام دعوؤں کے متعلق ایک ہی حلف لینا چاہیے(۵۳)

(۳)مدعی اور مدعاعلیہ کی کیفیت مساوی ہو

اگر فریقین کی حالت برابر ہو اور کسی کے متعلق بھی غلبۂ ظن اور رجحان نہ ہو تو اس صورت میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ وہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو یکساں نصیحت کرے اور ایک ساتھ ہی تہدید و تنبیہ کرے اس کے بعد اصل دعوی اور انتقال ملک کی تفتیش کرے۔

اگر تحقیقات سے کسی کا حق دار ہونا ثابت ہوجائے تو اس کے مطابق عمل کرے بصورت دیگر ان دونوں کو اہم ہمسایوں اور خاندان کے بزرگوں کے سپرد کردے تاکہ وہ اس تنازعہ کو ختم کرا دیں۔ اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو پھر خود یا کسی کو نائب بنا کر قانون قضاء کے مطابق فیصلہ سنادے(۵۴)

فصل چہارم: ناظر المظالم کے عدالتی اختیارات اور مشورہ

ناظر المظالم اور عدالتی اختیارات

مقدمات مظالم جس شخص کے حوالے کیئے جائیں اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔

(i) ناظر المظالم کو مقدمات کی سماعت کیلئے قاضی کی طرح مقرر کیا گیا ہو۔

(ii) ناظر المظالم کو صرف مصالحت یا فیصلہ کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہو۔

پہلی حالت

پہلی حالت میں اگر فیصلہ کی اجازت دی گئی ہو تو اس کو نفس قاضی ہونے کی بنا پر فیصلہ کرنا جائز ہے۔ یہ مخصوص اجازت سابقہ ولایت کی تائید ہو گی اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے اس کے اختیارات کم تھے۔

اگر اسے صرف تفتیش مقدمہ یا مصالحت کرانے کی اجازت دی گئی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے فیصلہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہے کیونکہ ممانعت کا مطلب تو یہ ہے کہ قاضی کو اس مقدمے کا فیصلہ کرنے سے معزول کر دیا گیا ہو۔ جب کہ باقی مقامات کے متعلق اسے عام اختیار رہے گا کیونکہ جس طرح قاضی کا تقرر عام وخاص ہوتا ہے اسی طرح اس کا عزل بھی عام وخاص ہو گا۔ جب اسے تفتیش مقدمہ کی اجازت دی گئی ہو اور فیصلہ سنانے کی ممانعت نہ کی ہو تو بعض کے نزدیک چونکہ یہ عام اختیار ہے لہذا وہ فیصلہ کرنے کا بھی مجاز ہے کیونکہ جو فرض اسے سپرد کیا گیا ہے اس کے بعض حصے کی اجازت رہنے سے یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بعض کی ممانعت ہو البتہ بعض کے نزدیک وہ قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں بلکہ وہ صرف تفتیش مقدمہ یا مصالحت ہی کرا سکتا ہے کیونکہ اس حکم کا سیاق اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

اگر قاضی کو مصالحت کیلئے مقرر کیا گیا ہے اور اس نے مصالحت کرادی تو اس کاروائی کو تفویض کنندہ تک پہنچانا ضروری نہیں البتہ اگر تفتیش کیلئے اسے مقرر کیا ہے تو پھر تفویض کنندہ کو کاروائی پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے مقصود حالات معلوم کرنا ہے جس پر قاضی کو عمل کرنا ضروری ہے۔

دوسری حالت

دوسری حالت جس میں اس کو مقدمہ کے متعلق صرف فیصلہ کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ اگر یہ شخص پہلے سے کسی سرکاری عہدے پر فائز نہیں مثلاً وہ شخص فقیہہ ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) اسے تفتیش مقدمہ کیلئے مقرر کیا جائے۔

(ب) اسے وساطت یا مصالحت کیلئے مقرر کیا جائے۔

(ج) اسے حکم و تصفیہ کیلئے مقرر کیاجائے۔

پہلی صورت میں اس پر لازم ہے کہ تفتیش کے بعد جو حالات شہادت دینے کے قابل ہوں وہ تفویض کنندہ کے سامنے پیش کردے تاکہ ان حالات کے پیش نظر وہ فیصلہ کرسکے۔ اگر ناقابل حالات شہادت پیش کرے تو اس پر فیصلہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ ان حالات کو مقدمہ میں قرائن و علامات اور مزید انکشافات کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اور ان حالات کے مطابق کسی فریق کو تہدید و تنبیہ کرنا ممکن ہوگا۔

دوسری صورت میں اگر وہ شخص فریقین میں مصالحت کی کوشش کرے تو اس کا حکم نامے میں واضح ذکر کرنا ضروری نہیں اس لئے کہ " وساطت" تقرر ولایت پر موقوف نہیں۔ توقیع وساطت سے باختیار توقیع کنندہ وسیط (صلح کرانے والا) کا تعین ہوتا ہے۔ اور فریقین برضا و رغبت صلح کیلئے اس کے پاس آتے ہیں۔ اگر وہ وساطت سے فریقین میں صلح کرادے تو تفویض کنندہ کو اس کی اطلاع کرنا ضروری نہیں البتہ وہ مصالحت پر گواہ ہوجائے گا اور اگر وہ مصالحت نہ کراسکے تو ان بیانات پر گواہ ہوگا جن کا فریقین نے اس کے سامنے اعتراف کیا اور اگر فریقین دوبارہ ناظر المظالم کے پاس مرافعہ کریں تو اپنی شہادت پیش کرے ورنہ کوئی ضروری نہیں۔

تیسری صورت میں یعنی جب اس کو حکم اور تصفیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہو اس حالت میں پھر دو صورتیں ہوتی ہیں۔

اول: توقیع یعنی حکم نامے کا مدار مدعی کی خواہش پر رکھا جائے اور اس کے مطابق کاروائی کی جائے۔ اگر مدعی وساطت یا تفتیش مقدمہ کا طالب ہو تو صرف اسی قدر کاروائی کی جائے اگرچہ توقیع حکم کی صورت میں ہو یعنی اس طرح کہا گیا ہو۔

"مدعی کے خواہش کے مطابق کاروائی کرو"

یا خبر و حکایت کی صورت میں ہو یعنی یوں کہا جائے

"اس کی خواہش کے مطابق کاروائی کرنے کا تمہیں اختیار ہے"

"تو یہ حکم درست ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس حکم کا مقتضا ایسی ولایت نہیں کہ اس کا حکم لازم ہو اس لئے یہ ولایت کم قابل اہتمام ہوگی۔ اگر داد خواہ اپنے مقدمے کا تصفیہ چاہے تو

ضروری ہے کہ مدعاعلیہ کا تعین اور نزاع کا تذکرہ اس حکم میں کیا جائے تاکہ ولایت درست ہو۔ اس کے بغیر ولایت درست نہ ہوگی۔ کیونکہ نہ تو یہ ولایت عام ہے کہ اس پر محمول کردی جائے اور نہ خاصہ ہے کہ اس کیلئے مدعاعلیہ اور تنازعہ مجہول ہوں۔ اگر ان دونوں کا تعین حکم میں ہو تو حکم کو دیکھا جائے گا اگر وہ حکم بعنوان امر ہے یعنی یوں لکھا ہو

"اس معاملہ کو ہاتھ میں لے لو جس طرح اس کی خواہش ہو کاروائی کرو"

اس صورت میں وہ حکم اور تصفیہ کا مجاز ہوگا اور یہ حکم بھی درست ہوگا اور اگر بعنوان حکایت ہو یعنی یوں تحریر ہو۔

"کہ اس کی خواہش کے مطابق عمل کرنے کا تمہیں اختیار ہے"

تو یہ تحریر بھی سلطانی فرامین کے اعتبار سے امر کے حکم میں ہوگی اور عرفاً بھی اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ البتہ احکام دینیہ کے اعتبار سے بعض فقہا کے نزدیک عرف عام کی وجہ سے یہ توقیع درست ہوگی اور اس سے ولایت بھی منعقد ہوگی۔

بعض فقہاء کے نزدیک اس سے انعقاد ولایت ناجائز ہوگا ان کے نزدیک الفاظ کے معانی قابل اعتبار ہیں اس لئے انعقاد ولایت میں "امر" ہونالازمی ہے۔ اس لئے اگر ایسے شخص کی توقیع کی گئی جو عرف عام سے واقف ہو تو اس کی ولایت درست نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کی خواہش تو یہ تھی کہ اس کی حکم کے ذریعہ سے توقیع عمل میں لائی جائے (۵۵)

دوم: دوسری صورت یہ ہے کہ توقیع کا مدار مدعی کی خواہش پر رکھا جائے لیکن کاروائی مقتضائے توقیع کے مطابق کی جائے۔ جس بات کی توقیع متضمن ہو وہی ولایت میں اعتبار کی جائے لہذا اس توقیع کو ان احوال کے مطابق سمجھنا چاہیے۔

پہلا حال: کمال

یعنی وہ توقیع جس میں توقیع ولایت بدرجہ کمال صحیح ہو اس صورت میں دو حکموں کا اثبات ہوتا ہے۔

۱۔ حکم برائے تفتیش مقدمہ

۲۔ حکم برائے تصفیہ مقدمہ

اس توقیع کا عنوان یہ ہوگا کہ فریقین کے مقدمہ کی تفتیش کرو اور دونوں کا حق شرعی

کے مطابق فیصلہ کرو۔ توقیع میں حق شرعی کا ذکر شرط کیلئے نہیں بلکہ بطور وصف و بیان کے کیاجاتا ہے چونکہ یہ توقیع ان دونوں حکموں کو جامع ہے اس لئے یہ توقیع کامل ہوگی اس سے تقرر عہد و حکومت بھی درست ہوگا۔

دوسرا حال: جواز

دوسرا حال جس میں کامل توقیع نہیں ہوتی البتہ جائز ہوتی ہے۔ اس توقیع میں صرف فیصلہ کرنے کا حکم ہوتا ہے تفتیش کا نہیں اس کا عنوان یہ ہوتا ہے۔

"مرافعہ کنندہ اور مدعاعلیہ کا فیصلہ کرو" یا "دونوں کا تصفیہ کرو"

اس عنوان سے بھی ولایت درست ہوگی اس لئے کہ فیصلہ تفتیش کے بغیر ممکن نہیں۔ اس میں تفتیش کا حکم ضمناً موجود ہوتا ہے۔

تیسرا حال: جو کمال و جواز دونوں سے خالی ہو۔

اس حال میں توقیع اس عنوان سے کی جائے گی

"فریقین کے مقدمہ کو دیکھو"

اس توقیع سے ولایت (حکومت) ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس میں دو احتمال ہیں۔

۱۔ مصالحت کا: یہ جائز ہے۔

۲۔ حکم و فیصلہ کا: یہ لازم یعنی ضروری ہے۔

چونکہ اس توقیع میں دو احتمال ہیں۔ اس لئے اس سے ولایت منعقد نہیں ہوگی۔ البتہ اگر یہ عنوان ہو کہ

"حق کے مطابق دونوں کے مقدمہ کو دیکھو"

تو بعض کے نزدیک ولایت منعقد ہوجائے گی کیونکہ حق وہ ہے جو لازم ہے اور بعض کے نزدیک منعقد نہیں ہوگی کیونکہ صلح و وساطت حق تو ہیں مگر لازم نہیں (۵۶)

ناظر المظالم اور عالی مرتبہ لوگ

ناظر المظالم کی عدالت بعض اوقات مدعاعلیہ عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے مدعی کے ساتھ مقدمہ بازی نہیں کرتا۔ اس صورت میں ناظر المظالم کو چاہیے کہ فیصلہ اس طرح کرے کہ

ایسے لوگوں کی عزت و وجاہت محفوظ رہے اور وہ ظالم و نادھندہ مشہور نہ ہوں جیسے
عباسی خلیفہ ھادی ایک روز مظالم کی عدالت میں تھا اور عمارہ بن حمزہ خلیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے ھادی کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ عمارہ نے میری زمین دبالی ہے یہ سن کر ھادی نے عمارہ سے کہا جوابدہی کیلئے اس کے پاس بیٹھو یہ سن کر عمارہ نے کہا: اے امیر المؤمنین اگر یہ زمین اس کی ہے تو مجھے اس کو یہ زمین دینے میں کوئی انکار نہیں۔ اور اگر وہ میری زمین ہے تو میں اسے ھبہ کرتا ہوں مگر میں آپ کی ہم نشینی کو نہیں چھوڑ سکتا (۵۷)
اسی طرح عون بن محمد نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ بصرہ کی نہر مرغاب والوں نے مھدی کے خلاف قاضی عبیداللہ بن حسن عنبری کے پاس زمین کے متعلق استغاثہ دائر کیا مگر اس نے وہ زمین ان کے حوالے نہ کی۔ مھدی کے بعد ھادی خلیفہ بنا تو اس نے بھی زمین واپس نہ کی پھر ہارون الرشید تخت نشین ہوا تو اس وقت کے ناظر المظالم جعفر بن یحی سے ان لوگوں نے داد رسی کی تو اس نے بھی واپس نہ کی۔ بالاخر یحی نے ہارون سے وہ زمین بیس ہزار درہم میں خرید کر نہر مرغاب والوں کو ھبہ کردی اور کہا۔

"انما فعلت هذا لتعلموا ان اميرالمؤمنين لحقه لجاج فيه ان عبده اشتراه فوهبه لكم"

یعنی میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ آپ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ امیر المؤمنین حق دینے پر آمادہ ہیں اور ان کے غلام نے اس کو خرید کر تمہیں بخش دیا ہے۔
ماوردی نے کہا کہ ممکن ہے کہ ناظر المظالم جعفر نے یہ خود ہی کیا ہو تا کہ ہارون الرشید پر ظلم کا الزام نہ آئے مگر قرین قیاس یہ ہے کہ جعفر نے ھارون کے کہنے پر کیا ہو تا کہ اس کے بھائی اور باپ غاصب وظالم نہ کہلائیں۔
بہر حال حق دار کو حق پہنچ گیا (۵۸) نتیجہ یہ کہ ناظر المظالم کو چاہیے کہ ایسی صورت میں ایسی حسن تدبیری سے مقدمہ کا حل پیش کرے جس میں حقدار کو حق بھی مل جائے اور مدعا علیہ کی عزت بھی محفوظ رہے۔

ناظر المظالم اور مشورہ

بعض اوقات ناظر المظالم کی عدالت میں ایسے مشکل مقدمات بھی پیش ہوتے ہیں جن میں علماء کا مشورہ ساتھیوں اور ماہرین سے راہنمائی مفید ثابت ہوتی ہے۔

ماوردی کے نزدیک اس صورت میں اگر وہ خود ہی اس کا کوئی حل بتادیں تو اس کو قبول کرنے میں ناظر المظالم کو انکار نہیں کرنا چاہیے اور اگر ان سے مشورہ طلب کرلیا جائے تو بھی ان کے مشورہ پر عمل کرنا چاہیے(۵۹)

زبیر بن بکار محمد بن معن الغفاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ایک عورت نے اپنے شوہر کے بارے میں کہا کہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور ساری رات نماز پڑھتا ہے میں اس کی شکایت کرنے سے ڈرتی ہوں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بڑا متقی ہے۔اس نے پھر اپنی بات دہرائی اور آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ کے پاس کعب بن سورالاسدی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین یہ عورت اپنے شوہر کی یہ شکایت کر رہی ہے کہ وہ اس سے ہم بستر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے مسئلہ کو سمجھا ہے اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو۔ کعب نے اس کے شوہر کو بلا کر کہا کہ تیری بیوی تیری شکایت کرتی ہے تو اس نے کہا سورہ نحل کی ہولناک آیات نے مجھے اس کی ہم بستری سے دور کردیا ہے۔ اس پر کعب نے کہا تیرے ذمہ تیری بیوی کا چوتھائی حق ہے لہذا اس کا حق ادا کرو پھر کعب نے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے آدمی کیلئے چار بیویاں حلال کی ہیں لہذا تم دن رات عبادت میں مصروف رہو اور چوتھائی دن رات اپنی بیوی کے ساتھ گزارو(۶۰)

حضرت عمر فاروقؓ نے کعب بن سور الاسدی کے فیصلے کو سن کر انہیں بصرہ کا قاضی مقرر کیا دیا۔

ماوردی کے نزدیک کعب نے واجب کو چھوڑ کر جواز پر عمل کیا اس لئے کہ ایک زوجہ کے ہوتے ہوئے شوہر پر وقت کی تقسیم واجب نہیں اور نہ یہ کہ چار دن میں ایک بار ہم بستر ہو تو دوبارہ ہم بستر نہیں ہوسکتا(۶۱)

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہی ایک عورت ایک نوجوان پر فریفتہ ہوگئی لیکن وہ نوجوان اپنا دامن بچاتا رہا ایک بار اس عورت نے اپنے جسم اور کپڑوں پر انڈے کی سفیدی لگا کر چلاتی ہوئی حضرت عمرؓ کے پاس پہنچی اور کہا کہ اس شخص نے مجھے رسوا کیا ہے جس کے اثرات میرے جسم اور کپڑوں پر موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بعض دوسری عورتوں کے ذریعہ تحقیق کی تو انہوں نے ان اثرات کی تصدیق کی اور آپؓ نے اس نوجوان پر حد

جاری کرنے کا ارادہ کیا جس پر وہ نوجوان گڑگڑا کر کہنے لگا کہ میرے معاملے میں تحقیق کرلیجیے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا۔ آپ نے اس عورت کے کپڑے اور گرم پانی منگوایا۔ گرم پانی کو اس کے کپڑوں پر ڈال کر اس خاص مقام کو سونگھا (۶۲) اور عورت کو بھی سرزنش کی اس پر اس عورت نے اپنے اتہام کا اعتراف کرلیا (۶۳)

ان واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ناظر المظالم کو اپنے ساتھیوں، ماہرین اور علماء سے مشورہ پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان سے حق تک پہنچنے میں مدد ملتی ہے۔

اسلام کے دیوان المظالم کی اس تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نظام جس کی ضرورت کو آج کے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک نے محسوس کیا ہے وہی نظام مسلمانوں میں عہد رسالت سے لے کر عہد مغلیہ تک ایک منظم شکل میں موجود رہا۔

اسلام کے دیوان المظالم اور ادارہ احتساب پاکستان کا تقابلی جائزہ

اسلام کے دیوان المظالم کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اس کا ادارہ احتساب پاکستان سے تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اسلام کے دیوان المظالم میں ظلم سے مراد اسلامی ریاست میں رہنے والے کسی شہری کا وہ فعل اور فیصلہ ہے جس میں وہ کسی دوسرے شہری کے جائز حقوق کو غصب کرتا ہے۔ اس کی ادائیگی میں تاخیر سے کام لیتا ہے یا عدم اہلیت کی بنا پر کسی کو کوئی فائدہ پہنچاتا ہے خواہ اس شہری کا تعلق ملک کے کسی بھی طبقے سے ہو۔ جب کہ ادارہ احتساب پاکستان کے نزدیک اس کے دائرہ کار کے باعث وفاقی حکومت کی کسی ایجنسی/ملازم کا بدانتظامی کے باعث ناانصافی کرنا ظلم کرنا ہے۔ یہ ناانصافی کسی سرکاری ایجنسی یا سرکاری ملازم کا کوئی فیصلہ قانونی کاروائی، سفارش، ترک فعل یا ارتکاب فعل ہے۔

ادارہ احتساب پاکستان نے ظلم کو اپنے دائرہ کار کے لحاظ سے صوبائی حکومتوں کے ملازمین کے علاوہ وفاقی حکومت کے ملازمین اور اداروں تک محدود کیا ہے۔ جہاں تک نفس ظلم کا تعلق ہے وہ دونوں اداروں میں یکساں موجود ہے۔

۲۔ ناظر المظالم کیلئے علماء اسلام نے اس کے فرائض کے لحاظ سے عالی شان، نافذ الحکومت، بارعب، باعفت، بے طمع اور متقی ہونے کی شرائط عائد کی ہیں جبکہ وفاقی محتسب

کیلئے صدر کے فرمان مجریہ ۱۹۸۳ء میں کسی قسم کی صفات وشرائط کا ذکر نہیں جس سے بظاہر یہ واضح ہوتا ہے کہ صدر پاکستان اپنی صوابدید پر جس پاکستانی شہری کو اس عہدے کیلئے مناسب سمجھے فائز کرسکتا ہے۔ بہتر ہوتا اگر وفاقی محتسب کی صفات وشرائط کا ذکر فرمان صدر میں کردیا جاتا جیسے ہندوستان کے اومبڈس مین کیلئے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کا جج ہو یا اس کی اہلیت کا حامل ہو(۶۵)

۳۔ اسلام کے دیوان المظالم کا دائرہ کار ریاست اسلامیہ کے ہر فرد پر محیط ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک عام شہری خواہ وہ سرکاری ملازم ہو یا نہ ہو، ریاست کے عام فرد کے علاوہ سربراہ حکومت کے خلاف بھی اس دیوان میں شکایت داخل کروا سکتا تھا جبکہ وفاقی محتسب کا دائرہ کار وفاقی محکموں اور ملازمین کے علاوہ صدر، قومی اسمبلی کے کسی استصواب، عدالت عظمی یا عدالت عالیہ کے سامنے کسی قانونی کاروائی کے دوران اس کی طرف سے کی گئی تحریک پر یا خود اپنی تحریک پر کسی ایجنسی یا اس کے افسران کے خلاف بدانتظامی کے الزام کی تحقیق پر محیط ہے وفاقی محکموں میں سے امور خارجہ، امور دفاع اور ملازمین کی باہمی ذاتی تکالیف کو مستثنی کردیا گیا ہے(۶۶)

عصر حاضر کے تقاضوں کے باعث وفاقی محتسب کا دائرہ اختیار بھی وسیع کردیا گیا ہے کیونکہ ۱۹۸۴ء کی سالانہ رپورٹ کے مطابق تمام وفاقی اداروں کی کل تعداد تقریباً ۴۵۵ بنتی ہے جن میں دس لاکھ سے زائد ملازمین کام کررہے ہیں ذاتی تکالیف کو اس لئے مستثنی کردیا گیا ہے کہ تحصیل کی سطح سے لے کر ملکی سطح تک مختلف عدالتیں ان امور کو ہی سرانجام دے رہی ہیں۔ وفاقی محکموں میں بھی متعدد قیودات اس لئے عائد کی گئی ہیں تاکہ مظلوم کی دادرسی جلد ممکن ہوسکے(۶۷)

۴۔ ناظر المظالم کے فرائض صرف ظالم کی دادرسی اور مظالم کو اس کے ظلم کی سزا دینا نہ تھا بلکہ اس کے علاوہ اوقاف کی نگرانی، محکمہ قضا کے احکام اور فیصلوں کی تنفیذ، امور شریعہ کا نفاذ۔ عدلیہ کی نگرانی، عبادات ظاہرہ کا قیام اور محکمہ احتساب کے اہم فرائض کی انجام دہی بھی تھا۔ جبکہ وفاقی محتسب کا فرض صرف وفاقی ایجنسیوں سے بدانتظامی کے باعث ہونے والی بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنا ہے گویا وفاقی محتسب ناظر المظالم کے بنیادی فرض کو بھی جزوی طور پر ادا کرتا ہے۔ وفاقی محتسب کو وفاقی اداروں تک محدود اس لئے کیا گیا ہے تاکہ عوام کو

جلد انصاف مہیا ہوسکے۔

۵- ناظر المظالم اوروفاقی محتسب کےاختیارات میں بھی یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ناظر المظالم مظالم سے متعلق مقدمات میں مالی سزا دینے کے علاوہ جسمانی سزا دینے کا بھی مجاز تھا دوسرے لفظوں میں اسے دیوانی اور فوجداری ہر دو قسم کے اختیارات حاصل تھے۔جب کہ وفاقی محتسب بد عنوانی کے اثبات پر متعلقہ ادارے کو بد عنوان ملازم کے خلاف محکمانہ کاروائی کی سفارش کرسکتا ہے۔ اور مظلوم کواس کا حق مالی صورت میں اس ادارے اور متعلقہ ملازم سے دلواسکتا ہے۔ جب کہ بدعنوان ملازم کو جسمانی سزادینا وفاقی محتسب کے اختیار میں نہیں۔البتہ معاملات کی تحقیق و تفتیش میں وفاقی محتسب کو دیوانی (کسی شخص کو جبراًطلب کرنا،اسے جبراًحاضر کرنا،اس کاحلفیہ بیان لینا، دستاویزات پیش کرنے پر مجبور کرنا، حلف ناموں پر شہادت لینا اور گواہوں کے بیانات لینے کیلئے کمیشن جاری کرنا وغیرہ) اور فوجداری (کسی مکان میں داخل ہونا اور اس کی تلاشی لینا، دستاویزات کی نقول لینا،اشیاء کی فہرست تیار کرنااور سر بمہر کرناوغیرہ)دونوں قسم کے اختیارات حاصل ہیں۔

۶- ناظر المظالم اپنے فیصلوں کی تنفیذ اپنی موجودگی میں کراتا ہے۔جبکہ وفاقی محتسب کسی مقدمے کے فیصلے کی تنفیذ کیلئے متعلقہ افسر یا اس محکمے کے سربراہ کو حکم دیتا ہے اس ضمن میں وفاقی محتسب کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی سرکاری ملازم وفاقی محتسب کے فیصلے کی تعمیل نہیں کرتا یا سفارشات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے اس اقدام کو اس ملازم کی سالانہ خفیہ کارکردگی رپورٹ کا حصہ بنادیاجاتا ہے اس کے علاوہ محتسب اس معاملے کو صدر کے پاس بھی بھیج سکتا ہے۔ بہرحال اس طرح وفاقی محتسب کے تمام فیصلوں کی تعمیل ہوجاتی ہے۔

۷- دیوان المظالم کا طریق کار خلافت راشدہ تک اتنا منظم نہ تھا جب کہ اموی عہد سے مغلیہ تک اس ادارے نے منظم ادارے کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔مظالم کی سماعت کے لئے جب باقاعدہ اجلاس ہوتا تو اس کی صدارت ناظر المظالم کرتا اور اس کے ساتھ پانچ قسم کے گروہ (مسلح پولیس وفوج ، قاضی وحکام ، فقیہہ محررین اور گواہ) موجود رہتے۔ یہ گروہ ناظر المظالم کی عدالت میں قیام امن اور دیگر امور میں اس کی معاونت کیلئے موجود ہوتے جبکہ وفاقی محتسب یا متعلقہ افسر جب شکایت کی باقاعدہ سماعت کرتے ہیں تو ان کے پاس محررین کے علاوہ کوئی

بھی موجود نہیں ہوتا۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس آنے والے مقدمات صرف محکمانہ بدانتظامی کے باعث بدعنوانی سے متعلق ہوتے ہیں۔جہاں محررین کے علاوہ باقی گروہوں کی موجودگی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۸۔ ناظر المظالم تمام مقدمات میں قرآن مجید ، حدیث رسول ﷺ اور قیاس کے مطابق فیصلہ کرتا تھا۔ جبکہ وفاقی محتسب بدعنوانی کے متعلق مقدمات کے فیصلے جس محکمے سے متعلق ہوں اسی محکمے کے قواعد وضوابط کے مطابق کرتا ہے۔

۹۔ ناظر المظالم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہوتا تھا نہ ہی اس کے فیصلوں کی اپیل کسی عدالت میں ہوتی تھی جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ناظر المظالم کی عدالت مظالم کی ابتدائی عدالت ہونے کے علاوہ دیگر ماتحت عدالتوں کی عدالت مرافعہ (عدالت اپیل) بھی ہوتی تھی اس کے علاوہ ناظر المظالم کسی عدالت میں خود سربراہ مملکت یا اس کی طرف سے مقرر کردہ وزیر ناظر المظالم کی حیثیت سے شرکت کرتا۔ اس لئے ان کے فیصلوں کی اپیل کسی اور عدالت میں نہ کی جاتی۔

وفاقی محتسب کے فیصلوں کی اپیل اگرچہ کسی عدالت میں نہیں کی جاسکتی البتہ فرمان صدر کی دفعہ ۳۲ کے تحت وفاقی محتسب کے فیصلے کے خلاف صدر پاکستان کو عرضداشت پیش کی جاسکتی ہے اس عرضداشت پر صدر مملکت خود بھی فیصلہ کرسکتے ہیں اور نظرثانی کیلئے وہی معاملہ وفاقی محتسب کو بھی بھیج سکتے ہیں۔ اس لئے اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وفاقی محتسب اپنے فیصلوں کے متعلق صدر کے سامنے جوابدہ ہے جب کہ وفاقی ملازمین یا محکموں کے خلاف ابتدائی اور آخری عدالت وفاقی محتسب ہی کی ہے۔

۱۰۔ ناظر المظالم جس طرح مقدمات کے فیصلوں کیلئے دیگر ماہرین سے مشورہ کرتا تھا اسی طرح وفاقی محتسب کو بھی ضابطہ دفعہ ۲۳ کے تحت اپنے کارہائے مذھبی کی انجام دہی کیلئے کسی شخص یا ہیئت مجاز سے مشاورت کرنے یا معاونت لینے کا اختیار ہے۔

۱۱۔ ناظر المظالم اگر ظالم کو خود ظلم کرتا دیکھ لے یا کسی معاملے کے متعلق علم ہونے کی بنا پر اس کی تحقیق و تفتیش کر کے فیصلہ سنا سکتا تھا جبکہ وفاقی محتسب صرف ایسی شکایت پر کاروائی کرسکتا ہے جو قواعد وضوابط کے مطابق اس کے دفتر میں داخل کی جاتی ہے۔

۱۲۔ مظالم کی متعدد صورتوں میں ناظر المظالم مظلوم کی دادرسی کیلئے براہ راست قومی

خزانے سے مطلوبہ رقم نکلوا کر مظلوم کو دے سکتا تھا جبکہ وفاقی محتسب پاکستان مظلوم کی معاونت براہ راست سرکاری خزانے سے نہیں کرسکتا بلکہ متعلقہ محکمے کو اپنے فیصلے کے مطابق ادائیگی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ادارہ احتساب پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ

گزشتہ سالوں کی سالانہ رپورٹیں دیکھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں وفاقی محتسب کا ادارہ جس مقصد کے حصول کیلئے تشکیل دیا گیا اس میں بہت حد تک کامیاب ہوا ہے۔

۱۹۸۳ء کی پہلی سالانہ رپورٹ (۸-اگست ۱۹۸۳ تا ۳۱-دسمبر ۱۹۸۳ء) کے مطابق کل موصول شدہ درخواستوں کی تعداد ۷۸۱۲ تھی جن میں ۳۸۹۵ درخواستیں صوبائی حکومتوں سے متعلق ہونے کی بنا پر مسترد کردی گئیں۔ ان میں ۳۹۲۲ وفاقی حکومت کے محکموں سے متعلق تھیں لیکن ان میں بھی ۱۹۸۱ درخواستیں ابتدائی غور کے بعد مسترد کردی گئیں صرف ۱۹۴۱ درخواستیں باقاعدہ تحقیقات کیلئے منظور کی گئیں۔ یہ درخواستیں بدانتظامی کی ان مختلف صورتوں کے مبینہ الزامات پر مشتمل تھیں۔

غیر منصفانہ متعصبانہ فیصلے	۲۴	خلاف قاعدہ فیصلے	۹۰
خلاف قانون کاروائیاں	۴۰	عدم توجہی	۱۰۹
انتظامی زیادتیاں	۳۸۵	مذموم مقاصد	۱۹۹
امتیازی طرف داری	۳۸	غفلت	۲۲۲
نااہلی ناقابلیت	۱۴۶	تاخیر	۶۴۸
کل	:		۱۹۴۱

۱۹۴۱ میں سے ۵۸۷ درخواستوں پر کاروائی کی گئی جن میں سے ۳۳۴ کی دادرسی کی گئی اور ۲۵۳ معاملات مسترد کردیئے گئے اور ۱۳۵۴ درخواستیں زیر تفتیش رہیں (۶۸) ۱۹۸۴ کی سالانہ رپورٹ کے مطابق کل موصول شدہ درخواستوں کی تعداد ۳۸۰۳۰ تھی جن میں سے ۱۸۵۰۹ درخواستیں وفاقی اداروں اور ۱۹۵۲۱ درخواستیں صوبائی محکموں سے متعلق تھیں۔ ۱۸۵۰۹ میں ۱۲۰۰۹ درخواستیں ابتدائی تفتیش کے بعد مسترد کردی گئیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات سے متعلق				۱۹۲
بدانتظامی سے متعلق				۴۸۲۴
شرائط ملازمت سے متعلق	۴۰۴۳	دائرہ عمل سے خارج		۹۰۵
بے نام/جعلی ناموں سے موصول شدہ	۱۰۵۴	عدم ثبوت		991
کل:				۱۲۰۰۹

اس سال ۶۳۹۷ درخواستیں سماعت کیلئے قبول کی گئیں ان کے علاوہ گزشتہ سال(۱۹۸۳) کی ۱۳۵۴ درخواستیں بھی زیر سماعت تھیں۔ ان میں سے ۲۰۴۸ شکایات کا ازالہ کیا گیا جب کہ ۱۹۴۲ درخواستیں مکمل چھان بین کے بعد مسترد کردی گئیں اس سال ۳۷۶۱ درخواستیں زیر تفتیش رہیں(۶۹)

ان دوسالوں کی رپورٹوں سے جہاں اس ادارے کی دوسالہ کارکردگی کا علم ہوتا ہے وہاں بدانتظامی کی وہ صورتیں بھی واضح ہوتی ہیں جن کے پیش نظر یہ ادارہ کسی درخواست کو قبول کرتا ہے۔ اسی طرح ان وجوہ سے بھی آگاہی ہوتی جن کے پیش نظر اس ادارے میں کسی درخواست کو مسترد کیاجاتا ہے۔

اس ادارے کی طرف سے شائع شدہ ۱۹۸۳ کی رپورٹ سے لے کر ۱۹۹۵ کی رپورٹ تک کل موصول شدہ درخواستوں کی تعداد ۴۸۶۰۶۲ تھی جن میں سے ۱۵۲۲۳۴ درخواستیں صوبائی محکموں سے متعلق تھیں جبکہ ۳۳۳۸۲۸ درخواستیں وفاقی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے اداروں سے متعلق تھیں۔ ۱۴۴۴۵۲ درخواستیں ابتدائی سماعت کے بعد رد کردی گئیں جبکہ ۱۷۴۳۵۵ درخواستیں باقاعدہ سماعت کیلئے منظور کی گئیں ان میں سے ۱۰۲۶۷۲ لوگوں کی دادرسی کی گئی اور ۱۵۵۷۴ درخواستیں تحقیق و تفتیش کے بعد مسترد کردی گئیں اور صرف ۱۴۴۰۳ درخواستیں ۱۹۹۵ کے آخر میں زیر تفتیش رہیں۔ اس طرح ۴۸۶۰۶۲ درخواستوں میں ۹۷ فیصد درخواستیں نمٹائی گئیں اور صرف ۳ فیصد درخواستیں زیر تفتیش ہیں۔

۸۔ اگست ۱۹۸۳ سے لے کر ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ تک ادارہ احتساب پاکستان کی کارکردگی کی رپورٹ

سال	1983	1984	1985	1986	1987	1988	1989	1990	میزان
گزشتہ سال کی زیر التوا درخواستیں	--	1354	3761	5302	6253	5918	5415	5716	
سال میں موصول ہونے والی درخواستیں	7812	38030	34937	42744	44323	30007	26634	31489	255976
کل درخواستیں	7812	39384	38698	48046	50576	35925	32049	37205	289695
صوبائی محکموں سے متعلق درخواستیں	3890	19521	15391	16331	15908	9977	6826	7375	95219
وفاقی محکموں سے متعلق درخواستیں	3924	18509	19546	62413	28415	20030	19808	24114	160757
ابتدائی سماعت کے بعد رد کردی گئیں	1981	12009	11903	17091	17488	10429	8071	11130	90102
باقاعدہ سماعت کیلئے منظور کی گئیں	1941	6397	7419	9021	10927	9601	11737	12984	70027
جن پر کاروائی کی گئی	587	3990	6205	8371	11262	10104	11142	11710	63371
دادرسی کی گئی	334	2048	3733	5040	7337	6771	7540	8349	41149
تحقیق کے بعد مسترد کردی گئیں	253	1942	2472	3331	3925	3333	3602	3361	22219
سال کے آخر میں زیر تفتیش رہیں	1354	3761	5302	6253	5918	5415	5716	6990	40709

۱۹۸۳ سے لے کر ۱۹۹۵ تک ادارہ احتساب پاکستان کی کارکردگی کے اعداد و شمار

سال	1991	1992	1993	1994	1995	میزان	90.83 کا میزان	کل میزان
گزشتہ سال کی زیر التوا درخواستیں	6990	12644	15632	15867	14843	-	-	-
سال میں موصول شدہ درخواستیں	49044	52299	44578	44244	39921	230086	255976	486062
کل درخواستیں	49044	52299	44578	44244	39921	296062	289695	585757
صوبائی محکموں سے متعلق درخواستیں	14130	13784	11530	10825	6746	57015	95219	152234
وفاقی محکموں سے متعلق درخواستیں	34914	38515	33048	33419	33175	173071	160757	333828
ابتدائی سماعت کے بعد رد کردی گئیں	14213	14960	12114	13063	21477	54350	90102	144452
باقاعدہ سماعت کے بعد رد کردی گئیں	20701	23555	20934	20697	18444	104328	70027	174355
جن پر کاروائی کی گئیں	15047	20567	20699	21721	18884	87034	63371	141405
جن کی دادرسی کی گئی	11722	16042	16249	17510	16057	61523	41149	102672
تفتیش کے بعد مسترد کردی گئیں	3325	4525	4450	4211	2827	19338	22219	41557
سال کے آخر میں زیر تفتیش رہیں	12644	15632	15867	14843	14403	-	-	-

انہی اعداد و شمار کے پیش نظر قائمقام وفاقی محتسب (سوم) ریٹائرڈ جسٹس اسلم ریاض حسین نے ایک اخباری بیان میں کیا۔

گزشتہ چھ برسوں (۱۹۸۳-۱۹۸۸) میں وفاقی محتسب کو مجموعی طور پر دو لاکھ چھبیس ہزار سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے تریسٹھ فیصد کا ازالہ کیا گیا (۷۰)

انہوں نے ہی جوڈیشنل اکیڈمی اسلام آباد کے ایک کورس میں شرکاء کو خطاب کرتے ہوئے ادارہ احتساب پاکستان کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا۔

وفاقی محتسب کا ادارہ غریب عوام کی عدالت بن گیا ہے اس دفتر میں شکایت کرنے والے اکثر غریب لوگ ہوتے ہیں جو وکیلوں اور عدالتوں کی فیس ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ یہ ادارہ غریب عوام اور ایڈمنسٹریٹرز کے درمیان ایک پل ہے (۷۱)

بہرحال پاکستان میں ادارہ احتساب نے مظالم کی دادرسی اور حکام کو ظلم و تعدی سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس کا اندازہ ان سالانہ رپورٹوں کے اعدادوشمار کے علاوہ ان خطوط سے بھی ہوتا ہے جو بعض شکایت کنندگان نے وفاقی محتسبین کو لکھے۔

۱۔ وفاقی محتسب کے ذریعہ مسئلہ کے حل ہونے پر ایک شکایت کنندہ نے لکھا۔

"میں آپ کا اور آپ کے محکمے کا بے حد مشکور ہوں ۔ آپ کی وساطت سے مجھے گھر بیٹھے انصاف مل گیا بے شک آپ کا محکمہ عوام کی بے حد خدمت کر رہا ہے اور عوام کو فخر ہے کہ ہماری شکایات کا ازالہ بطریق احسن آپ کے محکمہ کی وساطت سے ہوجاتا ہے اور انصاف مل جاتا ہے (۷۲)

۲۔ وفاقی محتسب کی مداخلت سے پنشن ملنے پر ایک شکایت کنندہ نے لکھا

میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا گو ہوں کہ وہ اسی طرح آپ کی بھی مدد فرمائے جس طرح کہ آپ نے میری پینشن کے سلسلہ میں مدد فرمائی (۷۳)

وفاقی محتسب کی سالانہ رو پورٹ ۱۹۸۴ میں وفاقی محتسب پاکستان اور دیگر ممالک کے اومبڈس مین کی یک سالہ کارکردگی کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

	نیوزی لینڈ	برطانیہ	فن لینڈ	پاکستان
سال	1981.82	1983	1983	1984
سابقہ معاملات	394	295	568	1354
کیس جن پر کاروائی کی گئی	1986	1046	2100	39384
دائرہ عمل سے خارج یا جزوی کاروائی کے بعد چھان بین منقطع کی گئی	804	611	241	31 530
چھان بین کے بعد جائز کیسوں کا تصفیہ	918	198	939	7751
محکمانہ کاروائی پر تنفیذ کی گئی	287	107	132	2048

چھان بین کے بعد کیس مسترد کیے گئے	508	53	807	1942	
کیس جن کی چھان بین کے مراحل اگلے سال چلے گئے	387	237	920	3761	(74)

اس تقابلی جائزے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وفاقی محتسب پاکستان دیگر ممالک کے اومبڈس مین کے مقابلے میں عوام کی کتنی زیادہ دادرسی کی۔ نیوزی لینڈ کے اعداد وشمار کے مطابق ۶۱۸۲ باقاعدہ سماعت کیلئے منظور درخواستوں میں سے ۹۱۸ پر تصفیہ کیا گیا جو ۸۷ فیصد بنتا ہے جبکہ برطانیہ کے اومبڈس مین نے ۱۸۲ درخواستوں کو باقاعدہ منظور کیا جن میں سے ۹۱۸ کا تصفیہ کیا گیا۔اس کی شرح فی صدی ۴۶ بنتی ہے فن لینڈ کے اومبڈس مین کو ۲۱۰۰ درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے ۱۸۵۹ منظور کی گئی ان میں سے ۹۳۹ کا تصفیہ کیا گیا جو کہ ۵۱ فیصد ہوتا ہے جبکہ وفاقی محتسب پاکستان نے ۷۸۵۴ میں سے ۷۷۵۱ کا فیصلہ کیا جو ۹۸ فیصد بنتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ادارہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں بہت حد تک کامیاب ہوا ہے۔جناب اسلم ریاض حسین نے ہی اپنے ایک اور اخباری بیان میں کہا کہ وفاقی محتسب کا دفتر اوسطاً ہر سال نو سے دس ہزار تک شکائیوں کا ازالہ کر رہا ہے اور اب تک پچیس ہزار درخواستیں نمٹائی جا چکی ہیں (۷۵)

وفاقی محتسب پاکستان اور دیگر ممالک کے اومبڈس مین کی کارکردگی کا تقابلی جائزہ

اومبڈس مین کی جدید تاریخ کے مطابق متعدد ترقی یافتہ ممالک میں اس ادارے کو قائم کیا گیا۔ ایشیا کے بیشتر ممالک میں بھی یہ ادارے قائم ہو چکے ہیں۔۱۶-اپریل ۱۹۹۶ء کو اسلام آباد میں ایشیائی محتسبین کی کانفرنس بھی منعقد ہوئی جس میں اومبڈس مین کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کیلئے کئی اہم فیصلے کئے گئے۔ بہر حال وفاقی محتسب پاکستان کی کارکردگی اور چند مغربی ممالک کے اومبڈس مینز کی کارکردگی کا تقابلی جائزہ اختصار سے پیش کیا جاتا ہے۔

ڈنمارک کے اومبڈس مین کو ۱۹۶۵ سے لے کر ۱۹۷۵ تک ۱۰ سال میں کل ۱۶۴۵۲ درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے ۹۳۹۲ درخواستیں فنی وجوہ کی بنا پر مسترد کردی گئیں جبکہ ۴۹۳ درخواستوں پر کاروائی عمل میں لائی گئی (۷۶)

ناروے کے اومبڈس مین کو۱۹۶۳ سے لے کر۱۹۷۳ تک موصول ہونے والی درخواستوں کی تعداد ۱۳۶۱۹ تھی جن میں ۱۸۸۴ درخواستوں کے معاملات کی تحقیق کی گئی(۷۷)

برطانیہ پارلیمنٹری کمشنر کو اپریل ۱۹۶۷ سے لے کر ۱۹۷۵ تک ایم پی ایز کی وساطت سے ۶۹۱۹ درخواستیں موصول ہوئیں جبکہ عوام کی طرف سے براہ راست موصول ہونے والی درخواستوں کی تعداد ۶۶۴۴ تھی جن میں سے ۳۹۴۳ درخواستیں اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھیں۔۳۶۷ درخواستوں کی تحقیق منقطع ہوئی جب کہ ۲۳۰۱ درخواستوں کی تحقیق مکمل ہوئی(۷۸)

وفاقی محتسب پاکستان کو ۸۔ اگست ۱۹۸۳ سے لے کر ۱۹۹۵ تک ۵،۸۵،۷۵۷ درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے ۱،۴۴،۴۵۲ درخواستیں ابتدائی سماعت کے بعد رد کردی گئیں اور ۱،۴۱،۴۰۵ پر کاروائی کی گئی ان میں سے ۱،۰۲،۶۷۲ کی دادرسی کی گئی۔

اس تقابلی جائزے سے جہاں وفاقی محتسب پاکستان کی کارکردگی بہت بہتر نظر آتی ہے وہاں پاکستان میں مغربی ممالک کی نسبت بدعنوانی کی شرح کتنی زیادہ ہونے کا احساس بھی ہوتا ہے۔

نوٹ: راقم الحروف کے دو مقالہ جات اسی عنوان سے متعلق اس سے قبل سہ ماہی منہاج میں شائع ہوچکے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ دیوان المظالم اور صدر اسلام میں اس کی ہیئت ترکیبی جلد ۹ شمارہ ۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء

۲۔ ادارہ احتساب پاکستان اور اس کا ارتقاء جلد ۱۳ شمارہ ۳۔۴ جولائی اکتوبر ۱۹۹۵ء

المراجع والحواشی

۱. ماوردی،الاحکام السلطانیه،مکتبہ حلبی،مصر،۱۹٦٦ء ص:۷۷
ابویعلی محمد الفرأ، الاحکام السلطانیه، مکتبہ حلبی ،مصر،۱۹٦٦ء ض:۷۳

۲. جرجی زیدان، تاریخ التمدن الاسلام ، دار الحلال، بیروت (ت.ن)ج۱ :ص:۲۴۹

۳: ماوردی ، الاحکام السلطانیه، ص:۷۷

۴. ابویعلی کےنزدیک مظالم کا فرض وزیرتفویض کے سپرد کیاجاسکتاہے. وزیر تنفیذ کو نہیں. اصل عبارت یوں ہے" انه یجوز لوزیر التفویض مباشرة الحکم والنظر فی المظالم ولیس ذلکلوزیر التنفیذ "(محمد عبدالقادر ابویعلی الفرأ وکتابه ، وزارة الاوقاف ،عمان، ۱۹۸۱ءص:۴٦۳)

۵. شهاب الدین احمد بن عبدالوہاب نویری، نهایة الارب فی فنون الادب، دارالکتب المصریه، قاہرہ، ۱۹۲٦ء، ج٦ ص:۲٦۵

٦. ماوردی ، الاحکام السلطانیه، ص:۸۰
نویری نهایة الارب ج٦ ص:۲۷۰

۷. ابو العباس احمد بن علی قلقشندی ، صبح الاعشی فی صناع الانشاء وزارة الثقافة المصریه ، مصر،۱۹٦۳ء ج۳ ص:۵۲٦.۵۲۵

۸. ابو العباس احمد بن علی قلقشندی ، صبح الاعشی فی صناع الانشاء وزارة الثقافة المصریه ، مصر،۱۹٦۳ء ج:۴ ص:۴۴
ابوالعباس تقی الدین احمد بن علی مقریزی، الخطط المقریزیه مؤسسة الحلبی ، قاہرہ(ت.ن) ج۲ ص:۲۰۹

۹. عبد الحی الکتانی،الترہیب المدادیه، دارالفکر، بیروت(ت.ن) ج۱ ص:۲٦۷

۱۰. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۷۸

۱۱. ماوردی ، الاحکام السلطانیہ،ترجمہ مولوی محمد ابراہیم، قانونی کتب خانہ لاہور (ت.ن)ص:۱۵۷

۱۲. ابوبکراحمد بن علی الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد ، المکتبۃ الغربیہ، بغداد (ت.ن) (نمبر۱۸۷۱)ج:۴ ص:۱۸۵

۱۳. منہاج سراج، طبقات ناصری، ترجمہ و حواشی، غلام رسول مہر،مرکزی اردو بورڈ، لاہور .۱۹۷۵ء ج:۱ ص:۴۸۶

۱۴. ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروزشاہی(فارسی)بتصحیح عبدالرشید

۱۵. عبدالرشید ،تاریخ داؤدی(فارسی)بتصحیح عبدالرشید مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ،۱۹۵۴ء ص:۴۴

۱۶. ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت ، مجلس نشریات اسلام، کراچی۱۹۷۶ء ج:۱ص:۵۸

۱۷. قلقشندی، صبح الاعشی، ج:۳ص:۴۸۴.۴۸۵

۱۸. عبدالقادرملکوک شاہ، منتخب التواریخ، ترجمہ محمود احمد فاروقی ،شیخ غلام علی، لاہور،۱۹۶۲ء ص:۱۷۰

۱۹. I.H. Qurashi, The Adminstration of the Mughal Empir, Karachi , Karachi university press,1956.p.190.

۲۰. برہان الدین مرغینانی، ہدایہ،(کتاب ادب القاضی)محمد علی کارخانہ ، کراچی،۱۳۱۱ھ ج۲ص:۱۳۵

۲۱. جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء . اصح المطابع کراچی،(ت.ن)ص:۱۳۷

۲۲. نویری ،نہایۃ الارب، ج٦ص:۲۷۲

۲۳. Zameer-u-din " The Institution of Qazi under the Mughals " Medieval India, A Miscellany, Center of Advancedstuy, Aligrah university, London, Asia Publishing House,1969,vol.I p.252

۲۴. ماوردی ، الاحکام السلطانیہ،ص:۸[illegible]

۲۵. ماوردی ، الاحکام السلطانیہ،ص:۸۰

۲۶. ابویعلی، الاحکام السلطانیہ،ص:۷۷

نویری ، منهایة الارب، ج٦ص:۲۷۱
۲۷. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۰
۲۸. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۰
ابویعلی ،ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۰
۲۹. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۰
۳۰. نویری نهایة الارب ج٦ص:۲۷۱
۳۱. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۲
۳۲. الاحکام السلطانیه،ص:۷۸
۳۳. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۲
۳۴. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۳.۸۲
۳۵. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۳
۳۶. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۳
۳۷. ابویعلی، الاحکام السلطانیه،ص:۷۸
۳۸. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۳
۳۹. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۴
۴۰۔ جیسے مامون الرشید کی عدالت میں اس کے لڑکے عباس کے خلاف ایک عورت نے دعوی دائر کیا تو مامون نے اس دعوی کو قاضی یحیٰی بن اکثم کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اس مقدمہ کا تم فیصلہ کرو(ابن عبدالبر العقد الفرید لجنة التالیف والترجمہ قاہرہ ۱۹۴۸ء،ج ۱ ص:۲۸
ابن کثیر ، البدایه والنهایة مکتبه قدوسیه لاہور،۱۹۸۴ء ج ۱۰ ص:۲۷۸
۴۱. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۵
۴۲. ابویعلی ،ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۰
۴۳. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۵
۴۴. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸٦
ابویعلی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۱
۴۵. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:۸۱

٤٦. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٧
٤٧. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٨
٤٨. ابویعلی ،ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٣
٤٩. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
ابویعلی ،ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٤
٥٠. ابویعلی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
٥١. ابویعلی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
٥٢. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
٥٣. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
٥٤. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٨٩
٥٥. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٤
٥٦. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٤.٩٥
٥٧. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٠
٥٨. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٠.٩١
٥٩. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٢
٦٠. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٢
٦١. ماوردی ، الاحکام السلطانیه،ص:٩٢

٦٢- انڈے کا پانی گرم پانی سے سکڑ جاتا ہے جبکہ مادہ منوہ گرم ہو کر بہہ جاتا ہے۔

٦٣-ابن قیم الجوزیہ ،الطرق الحکمیہ فی السیاس الشریعۃ مطبعا لاداب والمصریہ ، مصر (ت.ن) ص:٨٤

٦٤-١٩٨٣ء سے تاحال پانچ وفاقی محتسبین نے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ جن میں تین مستقل طور پر اور دو قائمقام وفاقی محتسب تھے۔ تفصیل یہ ہے۔

اول: وفاقی محتسب سردار محمد اقبال، چیف جسٹس (ر)لاہور ہائی کورٹ۔٨۔اگست ١٩٨٣ء تا ٧۔اگست ١٩٨٧

دوم: قائمقام وفاقی محتسب شفیع الرحمن جسٹس سپریم کورٹ۔١٣۔اگست ١٩٨٧ء تا ١٠۔اپریل ١٩٨٨

سوم: قائمقام وفاقی محتسب اسلم ریاض حسین جسٹس سپریم کورٹ۔١٨۔اپریل ١٩٨٨ء تا ٢٧۔مارچ ١٩٩١

چہارم: وفاقی محتسب عثمان علی شاہ جسٹس (ر) پشاور ہائی کورٹ۔٢٨۔مارچ ١٩٩١ء تا ٢٧۔مارچ ١٩٩٥

پنجم: وفاقی محتسب عبدالشکور سلام جسٹس (ر) سپریم کورٹ ٢٨ مارچ ١٩٩٥ء تا حال

۶۵. Clausc 3, of the Lokpal Bill , 1985,L.f D.R. Saxena, ombudsman,(Lok Pal)New Delhi, Deep and Deep Publicatons,1987,p.429.

۶۶۔ وفاقی محتسب آرڈیننس دائرہ کار ۱ (ج)۲(۱)

۶۷۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء ص:۲۶

۶۸۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء ص:۵۱

۶۹۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء ص:۳۵-۳۸

۷۰۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۹ جون ۱۹۹۰ ص:۲،۷

۷۱۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۶ جون ۱۹۹۰ ص:۷،۸

۷۲۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء ص:۳۱۳

۷۳۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۸ء ص:۳۱۵

۷۴۔ وفاقی محتسب کی سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴ء ص:۱۴۷-۱۴۸

۷۵۔ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۹ ص:۱،۵

۷۶. Stacay Prank, Ombudsman , oxford,clarendon press,1978, p.29

۷۷. IBID.P.37

۷۸. IBI.P.122